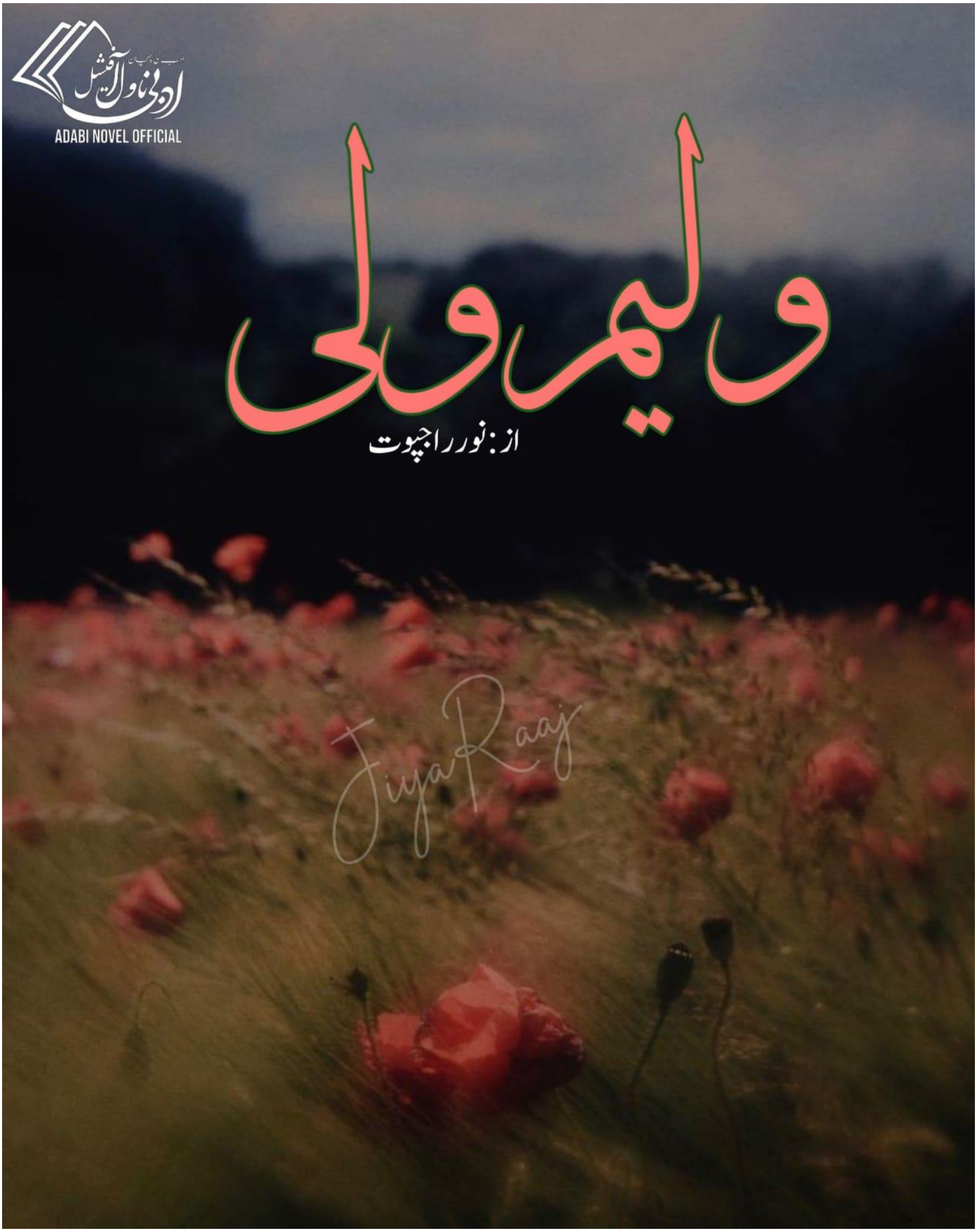
ادبی ناول آفیشل
ADABI NOVEL OFFICIAL
ولیم ولی
از: نور راجپوت
JiyaRaaj

مکمل ناول

ناول: ولیم ولی

از قلم: نور راجپوت

فجر: باب اول

اللہ اکبر، اللہ اکبر

!اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے

شہر کے تنگ گلیوں والے پرانے محلے میں، گہرے ہوتے کُہرے کے درمیان مغرب کی پرفسوں آواز گونجی۔ سردیوں کی آمد تھی۔ مغرب کے وقت اندھیرا گہرا ہونے لگا تھا۔ اونچی نیچی تنگ گلیوں میں کھیلتے بچے اب گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ اسی محلے کی ایک تنگ گلی میں داخل ہوں تو آخر میں ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ جس کا دروازہ لوہے کا تھا جس کی حالت خستہ تھی۔ دروازے سے اندر داخل ہوں تو سامنے ہی چھوٹا سا صحن تھا جس کے فرش کا سیمنٹ جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ دائیں جانب چھوٹی سی کیاری بنی تھی جس میں چند پودے لگے تھے اور بائیں جانب پانی کی موٹر اور ساتھ ہی نل لگا تھا اور کپڑے دھونے کی جگہ بنی تھی۔ اس کے ساتھ ہی باتھروم تھا۔ سامنے دیکھیں تو برآمدہ نظر آتا تھا اور اس سے ملحقہ دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ برآمدے میں ایک جانب باورچی خانہ تھا تو دوسری جانب ایک اسٹور روم تھا۔ گھر کے ٹوٹے پھوٹے سے باورچی خانے میں بیٹھی وہ لگاتار ایک ہی جملہ دہرا رہی تھی۔

"اماں ارسل میرا ہے، ارسل میرا ہے اماں۔۔۔"

اماں کی غصے بھری آواز ابھری۔وہ باہر لگے نل پر "چپ کر جا فجر، خدا کا خوف کھا، اذانیں ہو رہی ہیں۔۔" وضو کرنے گئی تھی۔

تو بھی خوف کھایا کر اماں۔تجھے خوف کیوں نہیں آتا یہ کہتے کہ ارسل میرا نہیں ہے؟؟ تجھے خوف کیوں "نہیں آتا میرا دل دکھاتے؟؟

وہ پوری قوت سے چلائی۔چہرے کے نقوش بگڑ گئے۔باورچی خانے میں بچھے چھوٹے سے دستر خوان پر بیٹھی فجر معراج کا دل کھانے سے اچاٹ ہو چکا تھا۔پہلے ہی کھانے میں دال دیکھ کر اس کی بھوک آدھی اڑ گئی تھی اور اب آدھی اماں کی باتوں نے اُڑا دی تھی۔اس نے بے دلی سے پلیٹ کھِسکا دی اور اب فون نکال کر کچھ ڈھونڈنے لگی۔اگلے ہی پل فون کی اسکرین پر ایک خوبصورت سی گھڑی جگمگ کر رہی تھی۔گھڑی کی قیمت دس ہزار تھی۔

"اتنے پیسے کہاں سے لاؤں؟؟"

کل ارسل کا برتھ ڈے تھا اور فجر اُسے ہر قیمت پر یہ گھڑ گفٹ کرنا چاہتی تھی۔ارسل برہان گردیزی، فجر معراج کی پوری دنیا تھا۔پچھلے کئی مہینوں سے پیسے جوڑنے کے بعد بھی وہ اتنے اکٹھے نہیں کر پائی تھی کہ اسے اپنی پسند کے سارے تحفے دے سکے۔غصے کی جگہ اب اُداسی نے لے لی۔

کئی لمحے وہ یونہی بیٹھی رہی۔اذان کب ختم ہوئی کچھ پتا نہ چلا۔چونکی تب، جب اماں اس کے سر پر آن کھڑی ہوئی۔

"کھانا پھر چھوڑ دیا؟؟ کیوں ضائع کرتی ہے رزق فجر؟؟"

پلیٹ میں رکھی روٹی اور کٹوری میں بچی دال کو دیکھ کر وہ افسوس سے بولی۔

"یہاں میری زندگی ضائع ہو رہی ہے امّاں اس کی پرواہ نہیں ہے تجھے؟؟"

وہ مارے ضبط سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آنکھوں میں نمی تھی۔ غصہ تھا، بے بسی تھی، پر امّاں کو دال روٹی کی پڑی تھی۔

چل جا نماز پڑھ۔۔" امّاں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے کہا اور کونے میں رکھی انگیٹھی کے پاس" کھڑے ہو کر کوئلوں کی گرمائش لی۔ ٹھنڈے پانی سے وضو کے بعد ان کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ باورچی خانے میں کافی گرمائش تھی جبکہ باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور پانی تو حد سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

پڑھ لوں گی پہلے مجھے سات ہزار چاہئیں" لہجے کو حد درجہ نارمل بناتے اُس نے مطالبہ کیا۔"

سات ہزار؟؟" اماں کو ہول پڑا انہوں نے بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھا۔"کس لیے چاہئیں تجھے اتنے" "پیسے؟؟

مجھے ضرورت ہے اماں ورنہ میں تجھ سے کبھی نہ مانگتی۔" وہ بضد تھی جانتی تھی اگر وجہ بتا دیتی تو اماں کبھی نہ" دیتی۔ دینے والی تو وہ ابھی بھی نہیں تھی لیکن پھر بھی ایک موہوم سی اُمید تھی۔ شاید اُنکا دل نرم پڑ جائے۔ شاید انہیں اپنی بیٹی پر ترس آ جائے۔

ایسی کیا ضرورت آگئی تجھے راتوں رات؟؟ یونیورسٹی کی فیس تو بھر دی نا۔۔؟؟" اماں نے دوپٹے کو حجاب کی" صورت میں اچھے سے لپٹتے پوچھا۔ وہ اب نماز پڑھنے والی تھی۔ اُنکی بات سن کر فجر کا دل کلس کر رہ گیا۔

ارسل کا برتھ ڈے ہے کل مجھے اس کے لیے گفٹ خریدنا ہے۔" سپاٹ لہجے میں کہتی وہ وہیں جمی کھڑی" رہی۔ اس کی بات سن کر اماں نے ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے لعنت بھیجی ہو۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

اور پھر بنا کچھ کہے اس کے پاس سے گزر کے باہر نکل گئی۔

اماں پیسے دے دے مجھے۔" وہ انکے پیچھے لپکی۔ جبکہ اماں بر آمدے میں جائے نماز بچھا کر اس پر کھڑی ہو چکی تھی۔

اماں۔۔۔" نیت باندھتی اماں کو اس نے پھر سے پکارہ۔ ضبط کے مارے آنکھوں میں آنسوں بھر گئے۔ وہ مٹھیاں بھینچے کھڑی تھی۔ جبکہ اماں نیت باندھ چکی تھی۔ وہ اب نماز پڑھ رہی تھی۔

ایسے اولاد کو تڑپا کر نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔۔۔" وہ غصے سے چیختی اپنے چھوٹے سے کمرے کی جانب بڑھی اور دروازے پوری قوت سے دے مارا۔ اب وہ بیڈ پر اوندھے منہ پڑی رو رہی تھی۔ کمرے میں ایک چھوٹے سے سنگل بیڈ کے علاوہ ایک پرانی سی الماری تھی اور ایک خستہ سی کرسی اور میز رکھی تھی۔ اور کوئی سامان نہیں تھا۔

فجر نماز پڑھ لے۔۔۔" اماں نے فرض رکعات پڑھنے کے بعد پھر سے اسے پکارہ اور فجر کے رگ و پے میں نفرت کی لہر پھیل گئی۔ لیکن وہ بولی کچھ نہیں۔ جبکہ باہر اماں اب بیٹھے بیٹھے باقی کی رکعات پڑھ رہی تھی جبکہ ساتھ والے کمرے سے ابا کے کھانسنے کی آواز بار بار آ رہی تھی۔ انہیں ٹی بی تھا اور سردیوں میں یہ مرض بڑھ جاتا تھا۔

فجر اٹھ جا اپنے باپ کو دیکھ لے۔" اماں کی پھر سے آواز ابھری لیکن فجر نے تکیہ اٹھا کر اپنے کانوں پر رکھ لیا۔ اس وقت وہ جس تکلیف میں تھی کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی زندگی عذاب بنانے والے اس کے اپنے تھے۔ اس کے ماں باپ جن کی کنجوسی کی عادت نے اسے ہر چیز سے ترسا رکھا تھا۔ کم از کم فجر کو تو یہی لگتا تھا۔

باہر اندھیرا آہستہ آہستہ گہرا ہوتا گیا۔ اماں نے نماز پڑھ کر اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

فجر۔۔۔۔چل اٹھ جا چائے بنا لے۔ مجھے بھی دینا۔ اٹھ جا برتن بھی دھونے ہیں۔" اماں کی آواز ابھری" اور فجر کا دل شدت سے چاہا کہ وہ بہری ہو جائے یا پھر اماں گونگی ہو جائے کیونکہ جتنی دیر وہ گھر ہوتی تھی فجر فجر کی پکار اُسے سکون نہیں لینے دیتی تھی۔

نہیں پینا مجھے زہر۔۔" وہ روتے ہوئے بڑبڑائی۔ تصور میں بار بار ارسل کا خوبصورت چہرہ ابھر رہا تھا۔" مہینوں پیسے جمع کر کے، اپنی ضرورتیں کاٹ کر اس نے ارسل کے لیے دو تین گفٹ لیے تھے اور بس گھڑی رہ گئی تھی لیکن اس کے مٹی کے گلّے میں صرف تین ہزار تھا جو اُس نے گن گن کر اب تک ڈالا تھا پر گھڑی دس ہزار کی تھی۔ اور اماں اسے ایک روپیہ دینے کو تیار نہیں تھی۔

اماں کچھ دیر دروازے پر کھڑی رہی پھر چلی گئی۔ اب وہ اپنے کمرے میں تھی۔

کیوں رُلاتی ہے اسے فجر کی اماں؟؟ دے دیا کر جو مانگتی ہے جو ہے اُسی کا ہے۔۔" ابا نے کھانسی پر قابو پاتے" بمشکل کہا۔ کھانس کھانس کر انکا وجود درد کرنے لگا تھا۔

میرے پاس کونسا قارون کا خزانہ ہے؟ جو تھوڑا بہت جوڑ رکھا ہے وہ اس کی شادی کے لیے ہے فضول خرچی" کے لیے کہاں سے لاؤں؟؟" اماں نے تڑخ کر جواب دیا۔ آواز فجر تک گئی تھی۔

وہ جھٹکے سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکلی پھر ساتھ والے کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھولا۔ بلب کی مدھم سی روشنی میں اس کے اماں ابا بستر میں دبکے پڑے تھے۔ وہ دونوں کافی ضعیف تھے بلکہ غربت اور مشکل حالات نے دونوں کو ایسا بنا دیا تھا۔

تو کس نے کہا تھا مجھے بڑھاپے میں پیدا کرنے کو؟؟ جب پہلی بیٹی بیس سال کی عمر میں مر گئی تھی تو مجھے شادی کے بائیس سال بعد پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟ یہ ترسی ہوئی زندگی دینے کے لیے پیدا کیا تھا؟؟" وہ تنفر سے بولی۔ چہرہ لال بھبھوکا تھا۔

معراج الدین اور سکینہ کی شادی کم عمری میں ہوگئی تھی۔ اللہ نے ایک ہی بیٹی دی تھی اس کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بیٹی کا نام منار رکھا گیا جو بیس سال کی عمر میں اچانک اللہ کو پیاری ہوگئی۔ یوں دونوں میاں بیوی اکیلے رہ گئے۔ پھر اللہ نے کرم کیا تو منار کی موت کے ایک سال بعد اللہ نے انہیں ایک اور بیٹی سے نوازہ۔ لوگوں نے مزاق اڑایا کہ اس عمر میں اولاد پیدا کر کے اُسے کیسے پالیں گے لیکن وہ دونوں خوش تھے۔

دوسری بیٹی کا نام فجر رکھا گیا تھا اور آج بائیس سال بعد فجر معراج اپنے ماں باپ کو اپنے پیدا کرنے کا طعنہ دے رہی تھی کیونکہ وہ اسے کچھ نہیں دے پائے تھے۔

فجر جا چلی جا زبان نہ چلایا کر۔۔" اماں نے ڈپٹا۔

تو تو یہی چاہتی ہے اماں کہ میں مر جاؤں۔ تو مجھے زندہ دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔۔۔" وہ تن فن کرتی کمرے سے نکل گئی۔ سینے میں الاؤ دہک رہا تھا۔ ایک چھوٹی سی اُمید تھی جس پر اماں نے پانی پھیر دیا تھا۔ اب وہ باورچی خانے میں برتنوں کو زور زور سے پٹخ رہی تھی۔

کہتی ہوں کل بلقیس سے کہ جلدی اپنے بیٹے کا رشتہ لائے میں اس لڑکی کو اِس کے گھر کا کرنا چاہتی"

"ہوں۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ چائے بنا کر لائی تو اماں کی آواز نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا اور اس وقت فجر کا شدت سے دل چاہا کہ وہ چائے میں زہر گھول کر اپنی اماں کو پلا دے جو اس کی خوشیوں کی دشمن بن چکی تھی۔

فجر کی مرضی کے بنا کچھ نہ کرنا۔۔" ابا دھیمی آواز میں بولے۔"

ابا۔۔۔" اس نے باپ کو پکارہ۔"

اماں سے میری خوشی برداشت نہیں ہوتی میں انہیں ہزار بار بتا چکی ہوں میں ارسل سے شادی کروں گی" لیکن یہ پھر اپنے ان پڑھ جاہل بھانجے سے باندھنا چاہتی ہے مجھے۔۔" اس نے چائے کی ٹرے لا کر اماں اور ابا کے بستر کے درمیان رکھے چھوٹے سے میز پر پٹخی۔ چائے اچھل کر ٹرے میں گر گئی۔

وہ تجھ سے بیاہ نہیں کرے گا۔۔۔" وہ پلٹی۔ جب اماں کے الفاظ نے اس کے دل پر ہاتھ ڈالا۔ اس کا دل" ہول اٹھا۔

اماں ایسی باتیں نہ کیا کر۔۔۔۔" وہ تھوک نگلتے بولی۔ یہ خیال بھی روح فرساں تھا اور اماں کتنی آسانی سے" بول دیتی تھی۔

کنول کا پھول، پھول ہو کر بھی کیچڑ میں ہی رہ جاتا ہے۔" اماں نے پھر طنز کیا اور فجر کی آنکھیں پھر سے" بھرنا شروع ہوئیں۔

اماں مجھے بد دعائیں نہ دیا کر تجھے اللہ کا واسطہ! میری زندگی ارسل ہے وہ نہیں تو فجر معراج بھی نہیں۔۔" وہ" ضبط نہیں رکھ پائی اور رو دی۔

بے حیا ماں باپ کے سامنے غیر مرد کے لیے ایسی باتیں کرتے تجھے حیا نہیں آتی۔۔؟؟ جا اپنا کام کر، دفع" ہو جا ادھر سے۔" اماں نے پھر گھر کا اور فجر جبڑے بھینچے کمرے سے نکل آئی۔ اس کا دل اب رو رہا تھا۔

پیسے نہیں دینے تو نہ دے لیکن میری محبت کو بد دعائیں کیوں دیتی ہے اماں۔۔۔؟؟" وہ ہولے ہولے" بڑبڑاتے باورچی خانہ صاف کر رہی تھی اور آنکھوں سے آنسوں مسلسل جاری تھے۔

✿..✿..✿..✿

"فجر۔۔۔فجر اٹھ جانماز پڑھ لے۔" وہ پرسکون نیند سو رہی تھی جب اماں کی آواز ہتھوڑے کی مانند اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ فجر کا وقت ہو گیا تھا اور اماں نہ صرف اسے آوازیں دے رہی تھی بلکہ کمرے کا دروازہ بھی بجا رہی تھی۔

"فجر اٹھ جا۔۔۔۔فجر۔۔۔۔" پتا نہیں انہیں فجر کا نام پسند تھا یا کچھ اور جو وہ ہر وقت اُسے پکارتی رہتی تھی۔

نرم گرم بستر میں دبکی فجر نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ پہلا خیال ارسل کا آیا اور اس کے لبوں پر مسکان بکھر گئی۔

کتنا خراب موڈ تھا رات اس کا وہ روتی رہی تھی لیکن جیسے ہی ارسل سے بات ہوئی ساری اداسی دور جا سوئی تھی۔ اس نے ٹھیک بارہ بجے ارسل کو وش کیا تھا اور دوسری جانب وہ بھی اس کا منتظر تھا۔

"تم میرا سکون ہو فجر اور میں تمہارے بنا اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔" اور فجر کو لگا تھا جیسے اماں کے دیے سارے زخم بھر گئے ہوں۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ چہرہ دمک رہا تھا۔ آج ارسل سے ملنا تھا آج اس کا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنا تھا۔ بہت سارا کام تھا وہ تیزی سے بستر سے نکلی۔ نیند دور جا سوئی۔

سب سے پہلے اس نے بال باندھے اور پھر الماری کھول کر اپنا مٹی کا گلّا نکالا۔ جس میں اس نے تین ہزار جمع کر رکھے تھے۔ اس نے وہ گلّا زمین پر دے مارا۔ کھٹاک کی آواز ابھری اور اماں کی پھٹکار بھی۔

"فجر۔۔۔۔اللہ تجھے غارت کرے کیا توڑ دیا صبح صبح؟؟" لیکن فجر کو بھی پرواہ نہیں تھی۔ کم از کم آج وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کچھ دیر وہ زمین پر بیٹھی پیسے اٹھا اٹھا کر گن رہی تھی جانتی تھی اچھے سے جانتی تھی تین ہزار ہی تھے لیکن پھر بھی گنتی کر رہی تھی جیسے گلے میں پڑے پڑے ڈبل ہو گئے ہوں۔

پورے تین ہزار ہی تھے۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پیسے بیگ میں رکھ کر دوپٹہ لیتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ برآمدے میں لگے پردے سردی کی شدت کو نہیں روک پائے تھے۔ ٹھنڈی ہوا اس کی ہڈیوں تک گھس گئی۔ باورچی خانے سے کھٹ پٹ کی آواز آرہی تھی۔ اور دور دراز سے فجر کی اذان سنائی دے رہی تھی۔ اماں کوئلوں کی انگیٹھی جلانے کی کوشش میں تھی۔

آجا فجر آگ جلالے۔ مجھ سے پھونکیں نہیں ماری جاتیں۔ پانی بہت ٹھنڈا ہے گرم پانی سے وضو کر لیں گے۔" اماں نے اسے دیکھتے ہی کہا اور فجر کے دل پر اوس سی پڑ گئی۔

"اچھی بھلی گیس لگی تھی اماں بلا وجہ اتروادی تو نے۔ بتا بھلا اس دور میں کوئلے کون جلاتا ہے۔"

وہ آج خوش خوش رہنا چاہتی تھی لیکن شاید خوش ہونا قسمت میں نہیں تھا۔

ساتھ والی رکعیا آدھا بل مانگ رہی تھی لو بھلا ہم کدھر سے لائیں اتنے پیسے ؟؟ تین لوگ ہیں ہم کبھی کبھی" چولہا جلتا تھا لیکن لوگوں میں خوف خدا نہیں رہا۔" اماں بڑبڑاتی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ فجر نے پہلے اپنے چمکتے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر کوئلوں کو۔۔۔ اور پھر اس نے افسردہ سی آہ بھری۔ ٹھیک کہا تھا امانے کنول کا پھول کیچڑ کی نذر ہی ہوتا ہے۔۔۔!!

✿ .. ✿ .. ✿ .. ✿

فجر کی نماز کے لیے وہ کمرے میں گھسی تو پھر آٹھ بجے تک باہر نہیں نکلی۔ اماں اسے آوازیں دے دے کر تھک گئی۔

"فجر آجا باہر ناشتہ کر لے۔۔ فجر۔۔۔؟؟"

لیکن فجر نے نہ کوئی جواب دیا نہ وہ باہر نکلی۔ فی الوقت اس کا دال کے ساتھ گھی والی روٹی کھانے کا کوئی موڈ نہیں تھا اور وہ خوش اتنی تھی کہ موڈ خراب کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"فجر۔۔نافرمان۔۔ کبھی ماں کی پکار بھی سن لیا کر۔۔"

ٹھک کی آواز سے کمرہ کھلا اور ہاتھ میں تین چار شاپنگ بیگ تھامے وہ کمرے سے باہر نکلی۔ اب وہ اپنی گرم چادر کو درست کر رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اماں کا حیرت سے منہ کھل گیا۔ خوشبوؤں میں رچی بسی فجر برآمدے میں کھڑی تھی۔ سرخ لباس پہنے وہ خستہ حال برآمدے میں کھڑی کیچڑ میں کھلا گلاب لگ رہی تھی۔

"یہ سب کیا ہے؟؟" اتنے سارے شاپنگ بیگز دیکھ کر اماں سکتے میں چلی گئی۔ وہ دروازہ کھلنے کی آواز پر فٹافٹ باورچی خانے سے باہر نکلی تاکہ فجر کی تیاری دیکھ سکے۔ بوڑھی آنکھوں کی بینائی کم ہو چکی تھی لیکن فجر کے معاملے میں وہ آنکھیں مائیکروسکوپ بن جاتی تھیں۔

"اماں تجھے نظر آ رہا ہے نا تو پوچھ کیوں رہی ہے؟؟" وہ کوفت سے بولی۔ شاپنگ بیگز کو برآمدے میں بچھے تختے پر رکھتی وہ اپنا شولڈر بیگ اٹھانے اندر گئی۔ اماں نے فٹافٹ آگے ہو کر سارے بیگ ٹٹول لیے اور اندر موجود قیمتی ڈبے دیکھ کر اماں کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"گھر دینے کے لیے تیرے پاس پیسے نہیں اور اس غیر مرد کے لیے تو نے اتنا سب خرید لیا؟ اللہ کی مار تجھ پر فجر۔۔۔" اماں برے دل سے بولی۔ چہرے پر غصہ ہی غصہ تھا۔

"اماں۔۔۔" وہ کمرے سے نکلتی احتجاجاً چلائی اور پھر تیزی سے سارے بیگ جھپٹ لیے۔ وہ اس کے لیے قیمتی تھے کیونکہ وہ ارسل کے لیے تھے۔

کبھی تو مجھے سکون کا سانس لینے دیا کر، کبھی تو کوئی جملہ بنا بد دعا کے بولا کر۔۔" فجر کا دل برا ہوا۔"اور یہ،، سب میری محنت کی کمائی ہے۔تو نے پیسے نہیں دیے اور نہ یہ حرام کے ہیں۔ میں نے کمائے ہیں اور اِن پر میرا حق ہے۔۔" وہ چادر درست کرتی تن فن کرتی بر آمدے سے باہر نکلی اب وہ خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ہیل کی ٹک ٹک گونج گئی۔ اماں نے ایک نظر اس کے نئے جوتے پر ڈالی۔گلابی پاؤں سیاہ نازک سی سینڈل میں جگمگ کر رہے تھے۔

"کمائی یوں لٹانے کے لیے نہیں ہوتی اور جس کے لیے تو یہ سب کر رہی ہے وہ تجھے ایک دن آسمان سے زمین پر پٹخ دے گا۔۔"

فجر کا دل کسی نے مٹھی میں پکڑ کر بھینچ دیا۔ اس کے قدم رک گئے اور چہرہ سرخ پڑ گیا۔ اس نے شکایتی نظروں سے پلٹ کر اماں کو دیکھا۔ جبڑے بھنچ گئے۔ آنکھوں میں آنسوں تھے پر اماں کو کیا پرواہ؟؟ وہ نخوت چہرے پر سجائے کھڑی تھی۔ نرم گرم سی نکلتی دھوپ میں فجر کا چہرہ دہک رہا تھا۔ وہ خود کو کچھ غلط کہنے سے روک رہی تھی۔ بر آمدے میں اماں پرانی سی گرم چادر خود پر لپیٹے ایستادہ تھی۔ دھوپ نکل آئی تھی لیکن ہوا میں ٹھنڈک تھی۔

"دعا کر اماں فجر مر جائے، فجر آج واپس ہی نہ آئے۔۔" اس نے آخری نظر اماں پر ڈالی اور پھر تیزی سے ٹوٹا پھوٹا دروازہ پار کر گئی۔ ہیل کی آواز دور ہوتی گئی۔ جھریوں والا چہرہ لیے اماں کھڑی رہ گئی۔ اسے ذرا ملال نہیں تھا۔

اندر کمرے میں بستر پر لیٹے ابا کو کھانسی کا دورہ پڑا۔ سامنے دروازہ کے قریب ہی وہ کھڑی تھی۔ منار معراج۔۔!!

وہ ہنس رہی تھی۔

"روک ابا۔۔۔اب فجر کو روک کر دکھا۔۔۔"

وہ معراج الدین سے مخاطب تھی جبکہ اسے دیکھتے ہی ابا کو کھانسی کا ایسا دورہ پڑا کہ ان سے سانس لینا مشکل ہو گیا۔

✿..✿..✿..✿

آج اس نے لوکل چنگچی کی بجائے آٹو لیا۔ صبح کے نو بج رہے تھے۔ آج یونیورسٹی میں ایک ہی لیکچر تھا۔ لیکچر کے بعد وہ مارکیٹ جانے والی تھی تاکہ وہ گھڑی خرید سکے اور اس وقت آٹو میں بیٹھی وہ پورے دل سے مسکرا رہی تھی۔ ارسل کے لیے، لیے گئے گفٹس کو اس نے متاع جان کی طرح تھام رکھا تھا اور لبوں پر خوبصورت مسکان تھی۔

فجر معراج وہ لڑکی تھی جو آج کی تیزی سے بدلتی دنیا میں سروائیو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی فیملی میں اماں ابا کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ نہ چچا نہ تایا۔ کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا تھا خود کو اسی گھر میں پایا تھا۔ ابا کی پہلے دکان تھی جو اب کرائے پر دے دی تھی۔ اسی کے پیسوں سے گھر کا خرچہ چلتا تھا۔ جبکہ فجر خود ذہین لڑکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ڈھیروں خواب تھے۔ وہ بہت کچھ کرنا چاہتی تھی۔ کچھ بننا چاہتی تھی۔ میٹرک تک وہ سرکاری سکول میں پڑھی اور پھر کالج اسکالرشپ پر جاتی رہی۔ یونیورسٹی پہنچتے پہنچتے اس نے ایک کال سینٹر میں جاب شروع کر لی۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس کی کمیونیکیشن اچھی ہو گئی اور وہ جاب کو لے کر سنجیدہ تھی اس لیے اسکی سیلری کمیشن کے ساتھ اچھی بن جاتی تھی۔ وہ کوشش کر کے گھر بھی راشن ڈال دیتی ورنہ زیادہ تر خود پر خرچ کرتی تھی۔ نفیس کپڑے، مہنگے جوتے اور قیمتی بیگ اسے سب پسند تھے۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

وہ کسی سے کچھ نہیں لیتی تھی جو تھا اپنی محنت سے تھا۔ یونیورسٹی میں اگر کوئی جان لیتا کہ مغرور فجر معراج کس محلے میں رہتی تھی اور اس کے گھر کے حالات کیسے تھے تو یقیناً تماشا بنتا پر فجر نے ایسا کوئی دوست نہیں بنایا جو گھر تک آئے اِس لیے وہ کامیابی سے آگے بڑھتی رہی۔ یونیورسٹی کا آخری سیمسٹر تھا۔ یونیورسٹی کے ان چار سالوں میں جانے کتنے ہاتھ اس کی جانب بڑھے۔ کتنے لوگ اس پر دل ہارے پر فجر معراج نے کسی کو گھاس نہیں ڈالی۔ آخر اس کا دل آیا بھی تو کس پر۔ ارسل برہان پر۔ ارسل برہان گردیزی جو چاند جیسا تھا۔ وہ اسے کمپنی کی ایک کانفرنس میں ملا تھا۔ رکھ رکھاؤ والا ارسل اسے پہلی ہی نظر میں پسند آگیا اور پھر ان کا رابطہ سوشل میڈیا پر ہوا۔ جانے کیوں وہ اس کے دماغ سے چپک گیا تھا وہ چاہ کر بھی اس سے پیچھا نہیں چھڑا پائی تھی۔

پسندیدگی آہستہ آہستہ کب محبت میں بدلی فجر کو پتا ہی نہیں چلا۔ اب ارسل اس کا سب کچھ تھا۔ وہ نہیں تھا تو کچھ نہیں تھا۔

ڈیپارٹمنٹ کی راہداری میں، سرخ لباس پہنے، فجر معراج کو آگے بڑھتے جانے کتنے لوگوں نے دیکھا۔ کتنی ستائش بھری نگاہیں تھیں، کتنی حسرت بھری، وہ خود پر اٹھنے والی ہر نظر پہنچانتی تھی لیکن اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ اگر کسی پر ٹھہر گئی تھی تو وہ ارسل برہان تھا۔ وہ اس کا مان تھا وہ اس کا غرور تھا وہ اس کا سب کچھ تھا۔

وہ اس کے بارے میں سب جانتا تھا اور فجر کا فنانشل اسٹیٹس جان کر بھی اس کی محبت میں کمی نہیں آئی تھی اور فجر نے اُسے اُسکے فنانشل اسٹیٹس کو دیکھ کر دل نہیں دیا تھا وہ گردیزی نہ بھی ہوتا تو فجر کے لیے وہی سب ہوتا جو اب تھا۔

جانے کس کی لاٹری نکلے گی۔ ہمارے ہاتھ تو یہ بلبل آئی نہیں۔۔" لڑکوں کے گروپ میں کسی" نے سرگوشی کی۔

وہ منگنی شدہ ہے۔" کوئی دوسرا بولا۔ وہ خود کو انگیجڈ کہتی تھی۔ وہ ارسل سے کمیٹڈ تھی اور حقیقتاً نہیں" چاہتی تھی کوئی اس کی جانب بڑھے اس لیے سب جانتے تھے فجر معراج انگیجڈ تھی۔

یونیورسٹی میں لیکچر کے بعد اس نے اپنے پراجیکٹ پر کام کیا پھر ایک ریسٹورینٹ فون کر کے برتھ ڈے بکنگ کروائی اور پھر مارکیٹ کے لیے نکل پڑی۔ تین بجے ارسل اسے پک کرنے والا تھا اور اس سے پہلے اسے سب کچھ ریڈی رکھنا تھا۔ اب وہ گھڑیوں والی ایک چمچماتی دکان میں کھڑی تھی۔

اس نے اس مہینے کی پوری سیلری ارسل پر لگادی تھی۔ اس نے پتا نہیں کیا کچھ کیا تھا۔ ارسل کے ساتھ اس کا یہ دوسرا برتھ ڈے تھا۔ وہ سے ہر صورت اسپیشل بنانا چاہتی تھی۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا میں آپ کو آدھی پیمنٹ کچھ دن بعد کر دوں؟؟" اس نے دکاندار سے پوچھا۔"

نہیں میڈم ایسا تو پاسیبل نہیں۔ ہاں آپ آدھی پیمنٹ اب کر دیں اور رسید لے جائیں باقی پیمنٹ جب ہو گی" آکر گھڑی لے جایئے گا۔۔" دکاندار نے مسئلے کا حل پیش کیا۔ فجر نے بے ساختہ لب کچلے۔

نہیں مجھے گھڑی آج ہی چاہیے۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

"آپ کا بجٹ کیا ہے؟؟"

ابھی میرے پاس تین ہزار ہے۔۔" اسے بتاتے ہوئے بھی شرمندگی ہوئی۔ دکاندار کچھ سوچتے ہوئے" بولا۔

"میں اسی ڈیزائن میں Versace میرے پاس سب سے سستی کاپی ہے جو تین ساڑھے تین ہزار تک مل جائے گی۔۔" دکاندار نے حل پیش کیا۔ فجر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

دکاندار نے اسے گھڑی دکھائی وہ اسے پسند آگئی۔

"ٹھیک ہے آپ اسے پیک کر دیں۔۔" آنکھیں اب جگمگ کر رہی تھیں۔ وہ گھڑی پیک کروا رہی تھی جب اس کا فون تھرتھرایا۔ ارسل کا فون تھا۔ دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ چہرے پر سارے رنگ پھیل گئے۔

"السلام علیکم!" اس نے فون ریسیو کرتے کان سے لگایا۔

"وعلیکم السلام! کہاں ہو۔۔۔؟؟" ارسل کی آواز ابھری۔

"میں مارکیٹ ہوں۔ آپ کدھر ہیں؟؟" دھڑکتے دل پر قابو پاتے بتایا۔

"میں آرہا ہوں۔ مجھے لوکیشن شیئر کر دو۔۔۔"

دل پھول کر غبارہ ہوا۔ وہ اپنی اہم میٹنگ چھوڑ کر آرہا تھا۔ وہ فجر معراج کے لیے آرہا تھا۔۔۔ ہوا خوشبوؤں سے رچ بس گئی۔

"بھائی ذرا جلدی کریں۔۔" لوکیشن شیئر کر کے اس نے دکاندار سے کہا۔ جس نے ایک گھڑی سمیت ایک خوبصورت سا بیگ اسے تھمایا۔

"شکریہ۔۔۔" پیمنٹ کرتی وہ دکان سے باہر نکل آئی۔ اب اس کا رخ اس کی بیکری کی جانب تھا جو قریب ہی تھی اور جس کی لوکیشن اس نے شیئر کی تھی۔ پانچ منٹ اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑا۔ اور پھر لمبی سی سیاہ گاڑی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ ارسل باہر نکلا اور اسے دیکھ کر فجر کے دل نے بیٹ مس کی۔

وہ اب اس سے بیگز لے کر گاڑی رکھ رہا تھا۔ اب وہ اس کے لیے دروازہ کھول رہا تھا۔ وہ اندر بیٹھ چکی تھی۔

اب وہ گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔

"ہیپی برتھڈے۔۔۔" وہ دلکشی سے بولی اور اسی دلکشی سے وہ مسکرا دیا۔ نک سک سا تیار ارسل برہان اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"سوری اگر میری وجہ سے ویٹ کرنا پڑا۔ بتاؤ اب کہاں چلیں۔۔۔" نسبتاً ایک پرسکون سی جگہ پر گاڑی روکنے کے بعد وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔" وہ مسکرایا تو وہ فجر بھی مسکرا دی۔

"دیکھیں میں آپ کے لیے کچھ لائی ہوں۔۔" وہ اب پیچھے رکھے بیگ اٹھا رہی تھی۔ اس کے لہجے میں شیرنی گھلی تھی۔ سب کو کاٹ کھانے والی فجر معراج کے لہجے میں ارسل کے لیے صرف محبت ہوتی تھی۔

"یہ سب لانے کی کیا ضرورت تھی "لگتا ہے ساری سیلری مجھ پر اڑا دی ہے۔۔" وہ اتنے بیگز کو دیکھتے بولا۔

"فجر۔ میرا گفٹ تم ہو۔۔" اسے حقیقتاً برا لگا۔ اور اس کی بات سن کر فجر کا چہرہ گلنار ہوا۔

"یہ دیکھیں۔۔" وہ اس کی بات کو نظرانداز کرتی اب باکس اسے تھماتے بولی۔ وہ اب پوری توجہ سے ایک ایک باکس اوپن کر رہا تھا۔ پرفیوم تھا، کی چین تھی، کچھ میموریز باکس تھے۔ ایک بہت بڑا پورٹریٹ تھا جو اس نے اپنے فیورٹ آرٹسٹ سے بنوایا تھا اور اسے کیسے وہ سارا دن اٹھائے پھرتی رہی تھی یہ وہی جانتی تھی۔

اب وہ گھڑی دیکھ رہا تھا۔

"اچھی لگی آپ کو؟؟" اسے اشتیاق سے گھڑی کو دیکھتے وہ پوچھنے لگی۔

"بہت اچھی ہے۔۔" وہ بشاشت سے مسکرایا۔

آپ اسے پہنیں گے ؟؟" دھڑکتے دل سے پوچھا۔"

ابھی پہن لیتے ہیں۔۔۔" سیاہ ڈریس شرٹ میں ملبوس ارسل برہان یہ کہتا کتنا اچھا لگا تھا۔ اب وہ اپنی کلائی" میں بندھی گھڑی اتار رہا تھا۔ اور فجر ساکت سی اسے دیکھے گئی۔ اب وہ اپنی گھڑی اتار کر سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔ اب وہ فجر کی لائی گھڑی پہن رہا تھا۔

دیکھو اچھی لگ رہی ہے نا۔۔" وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔"

رو کیوں رہی ہو پاگل۔۔۔؟؟" فجر کے "فجر۔۔۔" اور اس کی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا۔" آنسوں اس کے دل پر گر رہے تھے اور فجر نے نفی میں سر ہلایا۔

ارسل تمہارا ہے فجر۔ یہ جان لو۔" اس نے فجر کے آنسوں پونچھتے اس کا گال تھپتھپایا اور فجر نے اس کا ہاتھ" تھام لیا۔

مجھے لگتا ہے میں اب نہیں جی پاؤں گی۔ آپ کے بنا تو بالکل نہیں۔۔" وہ رو دی۔"

مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ اب "یار میرے برتھڈے پر تم رو رہی ہو یہ ظلم نہ کرو۔۔" اور وہ مسکرادی۔"

بتاؤ کہاں جانا ہے ؟؟" اس کے بیچارگی سے کہنے پر فجر نے مسکرا کر ریستوران کا بتایا اور ارسل نے گاڑی آگے بڑھادی۔ اب گاڑی میں خاموشی تھی۔

ارسل ایک بات بتائیں۔۔۔" وہ اب اس کی گھڑی کو اٹھائے الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔"

آپ کی یہ گھڑی کتنے کی ہے ؟؟" سرسری سا سوال تھا۔"

ہو گی اڑھائی تین لاکھ کی۔۔۔" اور فجر کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔ اس شخص نے اپنی تین لاکھ کی" گھڑی اتار کر اس کی دی تین ہزار کی گھڑی پہن لی تھی۔ دل سینے میں ہی رک گیا تھا۔

بائے داوے میری گھڑی اب یہ ہے جو میں نے پہن رکھی ہے۔۔" وہ خوشدلی سے بولا تو فجر بس مسکرا کر رہ گئی۔

✿..✿..✿..✿

سرمئی شام دھیرے دھیرے پر پھیلانے لگی۔ ہوا تیز ہوئی تو دھند اتارنا شروع ہو گئی۔ باہر گاڑیاں تیزی والے Ambience سے گزر رہی تھیں اور بڑی سی گلاس وال کے پار وہ دونوں ایک خوبصورت ریستوران کے کپل ایریا میں بیٹھے تھے۔ کچھ دیر پہلے ہی ارسل نے کیک کاٹا تھا اور اب کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ اچانک گلاس ڈور اوپن ہوا اور ایک لڑکا اندر داخل ہوا۔ اس کا حلیہ وہاں بیٹھے سبھی لوگوں سے مختلف تھا۔ وہ سیاہ جوگرز پر شارٹ ٹراوزر پہنے ہوئے تھا جو گھٹنوں سے بمشکل نیچے آرہا تھا۔ سیاہ ٹی شرٹ پر سیاہ لیدر کی جیکٹ اور کندھے پر سیاہ بیگ تھا۔ سر پر سیاہ کیپ جمی تھی جس میں اسکا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا اور کیپ کے اوپر سے کانوں پر ہیڈ فون جما تھا ہیڈ فون سے منسلک ایک لمبی وائر اس کے بیگ تک جا رہی تھی۔ اس کے گلے میں کیمرہ لٹکا تھا جبکہ ہاتھ میں فون تھا۔۔۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ حلیہ اور نین نقش دونوں سے مقامی نہیں لگتا تھا۔ اسے دیکھتے ہی فلور مینیجر اس کی جانب بڑھا اب وہ انگلش میں اسے کوئی بات کر رہا تھا۔

"You can check my Account...this is William Joseph"

وہ فلور مینیجر کو فون پر کچھ دکھا رہا تھا۔ پھر وہ ہنس دیا۔

"Thank You so Much"

فلور مینیجر چلا گیا۔ اب وہ اپنے کیمرہ میں ریستوران کی مختلف زاویوں سے لی گئی پکچرز کلک کر رہا تھا۔ اب وہ ویڈیو بنا رہا تھا اور پھر اس کیمرہ میں گلاس وال کے قریب بیٹھی سرخ لباس والی لڑکی نظر آئی۔ وہ ارسل کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔

"Beauty in Red"

اس نے کمینٹ کیا اور پھر کیمرے کا رخ موڑ لیا۔ اسے انسانوں کو کیمرہ میں ریکارڈ کرنے کا شوق نہیں تھا۔ اب وہ دوسری جانب رکھی میز کرسیوں میں سے نسبتاً ایک پرسکون جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کیمرہ اور اپنا فون میز پر رکھا اور پھر کندھے سے بیگ اتار کر اس میں سے کچھ نکالا۔ وہ ایک مشین تھی۔ سیاہ رنگ کی ٹیپ ریکارڈر جیسی ایک ڈیوائس جس میں ہیڈ فون کی وائر کنیکٹ تھی۔ اس نے بٹن دبایا اور اس مشین کو میز پر رکھ دیا۔ اب اس نے آنکھ بند کر کے کرسی سے پشت ٹکالی۔ ہیڈ فون سے اب اُسے عجیب قسم کی وائبریشنز سنائی دے رہی تھیں۔ ایسی آوازیں جو شاید ہی کبھی کسی نے سُنی ہوں۔

✿..✿..✿..✿

"کیا بات ہے آج بہت خوش ہو؟؟" اس کے چہرے سے پھوٹتی چمک اور اس کی کھکھلاتی ہنسی پر ارسل نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔

"کچھ بتانا ہے آپ کو۔۔" فجر پر جوش سی بولی۔ ارسل متوجہ ہوا۔ اس کا فون، والٹ اور گاڑی کی چابی میز پر ایک جانب رکھے تھے۔

"میں نے ایک اچھی کمپنی میں جاب کے لیے انٹرویو دیا تھا اور میری سلیکشن ہوگئی ہے۔ انہوں نے اچھا آفر دی ہے۔" وہ چہک رہی تھی۔ دنیا میں اگر کہیں جنت تھی تو فجر معراج کے لیے بس یہی تھی۔

”ارے واؤ! میری فجر تو تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔۔“ ارسل کی ایسی تعریف پر وہ جھینپ گئی۔رخسار گلاب ہوئے۔پلکیں لرز اٹھیں اور ارسل کے لیے یہ نظارہ بہت حسین تھا۔

”اور یونیورسٹی؟؟“ پاستہ کی پلیٹ میں کانٹا ہلاتے ارسل نے اگلا سوال کیا وہ کھانا کھا رہا تھا لیکن متوجہ اس کی طرف تھا جبکہ فجر کی تو بھوک اسے دیکھتے ہی مٹ جاتی تھی۔اسے کچھ ہوش نہیں رہتا تھا۔

”بس پراجیکٹ چل رہا ہے۔کچھ ہی مہینے ہیں۔اسکے بعد یونیورسٹی ختم۔۔“

”اور اماں بابا کیسے ہیں۔۔؟؟“ چمچ منہ تک لے جاتی فجر کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔اس کا حلق تک کڑوا ہوا۔اگر وہ بتا دیتی کہ اُسکی اماں اُسکی محبت کو کتنی بددعائیں دیتی تھی تو سامنے بیٹھے ارسل کا دل ٹوٹ جاتا۔

”وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔“ بس اتنا ہی کہہ پائی۔چہرے کی شادابی ماند پڑ گئی۔

”ان کی باتوں کا غصہ مت کیا کرو۔۔“ وہ اب اسے سمجھا رہا تھا فجر خاموش رہی۔”اور میرے پاس بھی تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے۔۔“ارسل کے پراسرار سے انداز پر فجر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔وہ اب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اور ان سے کچھ فاصلے پر دوسری جانب بیٹھے شخص کو ویٹر نے مخاطب کیا۔

”سر یور کافی۔۔۔“ ویٹر اسے پکار رہا تھا جبکہ وہ ہیڈ فون سے ابھرتی آواز میں کھویا تھا۔

”سر۔۔۔“ ویٹر نے کافی میز پر رکھتے پھر سے پکارہ۔اس بار اس نے آنکھیں کھولیں۔

”اوایم سوری۔۔۔اینڈ تھینک یو۔“ وہ اب سیدھا ہو بیٹھا۔ویٹر کافی رکھ کر چلا گیا۔ریستوران برقی قمقموں سے سجا ہوا۔دیواروں اور چھتوں سے لٹکتے برقی قمقمے وہاں کے پرسکون ماحول کو چار چاند لگا رہے تھے اور تبھی اس کی نظر سامنے اٹھی۔وہ کپل ابھی تک وہیں بیٹھا تھا۔لڑکے کی اس کی جانب پشت تھی۔وہ اب ایک

نازک سی مخملی ڈبیا میز پر رکھ رہا تھا۔ لڑکی نے بے ساختہ اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھے۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیل گئیں۔

وہ اندازہ نہیں لگا پایا کہ برقی قمقموں کی چمک زیادہ تھی یا اس لڑکی کے چہرے سے پھوٹنے والی روشنی۔ پھر وہ سر جھٹک کر رخ موڑ گیا۔

"او مائے گاڈ ارسل آپ کے پیرنٹس مان گئے ؟؟" وہ بے یقینی سے چمچماتی اس ڈائمنڈ کی رنگ کو دیکھتے بولی۔

اس نے کہا تھا جب وہ اپنے گھر والوں کو منا لے گا تو اس کے لیے رنگ لائے گا اور آج وہ لے آیا تھا۔

"پوری طرح سے تو نہیں لیکن وہ تم سے ملنے کو راضی ہو گئے ہیں۔۔" وہ بھی اتنا ہی خوش تھا اور تبھی اس کا فون بج اٹھا۔

"بابا کی کال ہے۔۔" اس نے ایکسکیوز کرتے فون اٹھایا۔

"جی بابا؟؟" وہ ادب سے بولا۔ دوسری برف سے کچھ پوچھا گیا تھا جبکہ فجر ڈائمنڈ کی رنگ چھوڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"باہر ہوں۔۔" اس نے جواب دیا۔ آگے سے پھر کچھ پوچھا گیا۔

"فجر کے ساتھ۔۔۔" دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"جی میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔" فون بند ہو گیا اور ارسل نے اپنا اٹکا سانس بحال کیا۔ وہ اپنے باپ کی بہت عزت کرتا تھا بلکہ کسی حد تک ڈرتا بھی تھا پر وہ اپنی محبت کا مقدمہ بھی لڑ رہا تھا اور یہ مشکل کام تھا۔

"غصہ تو نہیں تھے وہ؟؟" فجر نے دھڑکتے دل پر قابو پاتے پوچھا۔

ارسل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ سیاہ گرم شال کو قدموں پر پھیلائے سیاہ بالوں کے گھیرے میں چمکتے چاند سے چہرے والی فجر معراج کئی متضاد کیفیات کا شکار تھی۔

نہیں۔۔۔" وہ مسکر ادیا۔"

یہ رنگ آپ مجھے انگیجمنٹ پر پہنایئے گا۔" اس نے مخملی ڈبیا ارسل کی جانب کھسکا دی۔ جسے ارسل نے" کچھ سمجھتے اثبات میں سر ہلایا۔

اگر آپکے بابا اسٹیٹس پر کوئی بات کریں تو آپ انہیں بتا دیجیے گا کہ میں نے اسٹیٹس دیکھ کر آپ سے محبت" نہیں کی اور میں مستقبل کی ایک بہت بڑی فیشن ڈیزائنر بننے والی ہوں اور میں تب تک ویٹ کر سکتی ہوں مجھے شادی کی جلدی نہیں ہے۔۔" وہ پورے یقین سے بولی تو ارسل اس کی بات پر بے ساختہ مسکرا دیا۔

سامنے ٹیبل پر موجود لڑکا اب ویٹر سے کوئی بات کر رہا تھا۔ اس نے رستوران کی سفید اور ہلکی گلابی رنگ کی دیواروں کی تعریف کی۔ ویٹر اب مینیجر کو بلا لایا تھا۔ وہ اس سے بل نہیں لینا چاہتے تھے پر وہ دینے پر بضد تھا۔

میں کل پھر آؤں گا۔ کافی بھی پیوں گا پر آج آپ کو بل لینا ہو گا۔۔" اس نے بل کے ساتھ ساتھ ویٹر کو" ٹپ بھی دی۔ فجر کی سرسری سی نظر اٹھی اور اس نے عجیب و غریب حلیے والے لڑکے کو دیکھا جو اب اپنا بیگ کندھے پر لٹکاتے اپنا کیمرہ اٹھا رہا تھا اور پھر وہ باہر نکل گیا۔

میں یہاں بیٹھا ہوں میری موجودگی میں کسی اور کو مت دیکھو فجر۔۔" ارسل نے شکوہ کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس" دی۔

✿..✿..✿..✿

میں تمہیں گھر تک چھوڑ سکتا ہوں۔" گلی کے سامنے گاڑی روکتے ارسل نے پیشکش کی۔

"پہلی بات آپکی یہ لمبی گاڑی ہماری تنگ سی گلی میں داخل نہیں ہو گی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ لمبی گاڑی دیکھ کر میرے محلے والوں کی اتنی لمبی زبان نکل آئے گی۔۔" فجر نے آنکھیں مٹکائیں تو ارسل نہ چاہتے بھی ہنس دیا۔ وہ پریشان تھا لیکن اسے محسوس نہیں کروانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا۔۔" وہ شال اچھے سے اوڑھتی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

"اپنا سامان تو لے لو۔۔" ارسل نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھے بیگ اٹھا کر اسے پکڑائے۔ وہ خالی ہاتھ نہیں آیا تھا اس کے لیے بیکری کی کافی چیزیں لایا تھا۔ فجر نے بیگ تھام لیے۔ دھند پڑ رہی تھی اور اسٹریٹ لائٹس کی مدھم روشنی میں بمشکل ہی کچھ نظر آ رہا تھا۔ سامنے نکڑ والی ایک کریانے کی دکان کھلی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔" گاڑی کا دروازہ بند کرتے وقت اسے ارسل کی آواز سنائی دی۔ فجر نے دیکھا تو اسے ارسل کے چہرے پر پریشانی نظر آئی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا محبت سے حسرت سے۔

شاید وہ آنے والے طوفان سے واقف تھا۔

"اللہ حافظ۔۔" وہ گلی میں مڑ گئی۔ ٹک ٹک کی آواز رات کے سناٹے میں گونجی گئی۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے پر یوں لگتا تھا جیسے گیارہ بج گئے ہوں۔ وہ رات نو بجے جاب سے واپس آتی تھی لیکن آج اس نے چھٹی کی تھی۔ گاڑی میں ہیٹر چل رہا تھا اور اب باہر نکل کر اسے سردی کا احساس ہوا۔ ٹھنڈی ہوا ہڈیوں میں گھس رہی تھی۔ اس نے کانپتے ہوئے گھر کا گیٹ بجایا۔ جب کوئی نہ آیا تو اسے پھر سے بجانا پڑا۔ کچھ دیر بعد اسے اماں کی آواز سنائی دی۔ وہ گیٹ کھول رہی تھی۔

السلام علیکم!" اس نے گھر میں داخل ہوتے سلام کیا جبکہ اماں کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ ہاتھ " میں تسبیح لیے خوشبوؤں میں رچی بسی فجر کو گھور رہی تھی۔ فجر بھی انہیں نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی۔ آج اس کی چال میں فخر تھا مان تھا غرور تھا۔ ارسل کے گھر والے اس سے ملنے کو تیار تھے۔

اماں اپنی تمام بد دعاؤں سمیت ہارنے والی تھی۔

اس نے کمرے میں آکر سب سے پہلے سامان رکھا اور پھر کپڑے بدل کر منہ ہاتھ دھو کر جب وہ واپس کمرے میں آئی تو اماں اتنا کھانے پینے کا سامان دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ تمام ڈبے کھول کر دیکھ چکی تھی۔

بالوں کو اچھے سے فولڈ کیے دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ وہ اب بھی اتنی ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔

یہ شریف لڑکیوں کے گھر آنے کا وقت ہے؟؟" اماں کو کہنے کو یہی ملا تھا۔ فجر نے ایک نظر اماں کو دیکھا" اور پھر گھڑی دیکھی۔

ابھی آٹھ بجے ہیں روز مجھے آفس سے آتے آتے نو بج جاتے ہیں اماں! تب شرافت کہاں ہوتی ہے۔" اس" نے بمشکل خود کو کچھ غلط کہنے سے روکا۔ اسے اپنی اماں کے دہرے معیار کی سمجھ نہیں آتی تھی۔

تو نہ کر کمائی۔ ہم نے اسے آگ لگانی ہے؟؟" اماں نے شاید زہر اگلنا ہی سیکھا تھا۔"

ہاں تا کہ میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں۔۔" وہ چیزیں سمیٹتی بڑبڑائی۔ فی الوقت وہ بحث کے موڈ میں نہیں" تھی۔

جانتی ہے محلے والے ایسی لڑکیوں کو کیا سمجھتے ہیں جو یوں سج دھج کر رات کو کسی غیر مرد کی گاڑی سے " اُتریں؟؟" اماں نے لتاڑنا چاہا۔

اماں میں محلے کی نظروں میں ویسے بھی شریف نہیں ہوں تو مجھے فرق نہیں پڑتا وہ کیا سوچتے ہیں۔ تجھے بھی" نہیں پڑنا چاہیے تو جانتی ہے مجھے۔۔" وہ پھر بڑبڑائی۔

ہاں تجھے کیوں فرق پڑے گا تجھے ماں باپ کی عزت کی کیا پرواہ؟؟" اماں بھی باز نہیں آتی تھی۔ وہ تسبیح گھما" رہی تھی اور ساتھ ساتھ اس کی کلاس لے رہی تھی۔

اماں۔۔" وہ احتجاجاً بولی۔ ہاتھ میں پکڑا بیگ وہ الماری میں رکھ رہی تھی پر اماں کے الفاظ تیر کی طرح لگتے" تھے۔

ارسل کے گھر والے مان گئے ہیں وہ جلد رشتہ لینے آئیں گے۔۔" اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خبر" اماں کو دی۔ اماں کچھ دیر اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ ایک پل کے لیے الفاظ گم ہو گئے۔ جبکہ فجر اب الماری کھولے چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔

محلے والوں کی زبانیں بند ہو جائیں گی اماں جب ارسل بارات لے کر آئے گا۔۔" مان تھا، فخر تھا کیا کچھ" نہیں تھا۔

"ہاں دیکھتی رہ اُسکے خواب۔۔۔"

"ارسل میرا خواب نہیں میری زندگی ہے اماں۔۔"

ارسل تیری موت ہے فجر۔۔۔" اماں کو ذرا ترس نہ آیا۔"

تہہ لگے کپڑے الماری میں رکھتی فجر کے ہاتھ کانپ اٹھے۔ اس کا دل رک سا گیا۔

اماں ایسے نہ بولا کر۔" اس نے الماری کا پٹ زور سے بند کیا۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔"

اسے کھونے کا خوف پہلے پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔" وہ بولی تو آواز بھرا گئی۔ پتا نہیں اماں اسکے احساسات کیوں نہیں سمجھتی تھی۔ اس نے کبھی کچھ غلط نہیں کیا تھا ایک محبت ہی تو کی تھی۔ پھر اماں ایسی باتیں کیوں کرتی تھی؟؟

"جن چیزوں کے کھو جانے کا ڈر ہو نا اُنکا چھن جانا یقینی ہوتا ہے۔۔!!" اماں کا لہجہ عجیب تھا پر فجر کے دل کو پہلے ہی ہاتھ پڑ چکا تھا۔ اماں نے اسکی ساری خوشی ملیامیٹ کر دی تھی۔ وہ اب بیڈ پر بیٹھی آنسوں بہانے لگی۔ اماں نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"دیکھ فجر یہ تیرا پہلا اور آخری موقع ہے۔ اگر اس لڑکے کے گھر والے مان گئے اور وہ رشتہ لے آیا تو تیری قسمت۔ پر میں تجھے دوسرا موقع نہیں دوں گی۔ تجھے بلقیس کے لڑکے سے شادی کرنی ہو گی۔۔" اماں نے جیسے حکم دیا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ اپنی سسکیوں کو ضبط کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اماں اسے چھوڑ کر چلی۔

دروازہ بند ہو گیا۔ کچھ دیر پہلے وہ سینکڑوں برقی قمقموں میں بیٹھی تھی اور اب پلستر اتری دیواروں والے کمرے میں تھی جس میں ایک چھوٹے بلب کی زرد روشنی کمرے کے اندھیرے کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ یوں بیٹھی رہی۔ اس کے پاؤں نیلے پڑ گئے۔ سردی کی شدت سے دانت بجنے لگے تو وہ اٹھی اور بستر سیدھا کر کے لیٹ گئی۔ ارسل کا ابھی تک کچھ میسج نہیں آیا تھا۔

دوسری طرف اماں اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

"اس پر اتنی سختی نہ کر۔" ابا بولا۔

"تو چپ کر فجر کے ابا۔۔" اماں نے ابا کا منہ بند کیا۔ ابا کچھ پل کے لیے چپ ہو گیا۔

مجھے لگتا ہے میرا وقت آگیا ہے یا فجر کا وقت آگیا ہے۔۔" وہ بولا تو لہجہ عجیب تھا۔اماں نے چونک کر اسے دیکھا۔معراج دین ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا ٹی بی کے علاوہ جانے کونسی بیماری تھی جو انہیں ٹھیک نہیں ہونے دیتی تھی۔

"وہ مجھے دِکھائی دینے لگی ہے۔وہ مجھ پر ہنستی ہے۔وہ دیکھ سامنے دروازے کے پاس کھڑی ہے۔وہ دیکھ منار کھڑی ہے۔۔" ابا نے کپکپاتا ہاتھ اٹھا کر انگلی سے دروازے کی جانب بمشکل اشارہ کیا۔اماں حیرت سے کبھی ابا کو تو کبھی دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں کوئی نہیں تھا جبکہ ابا کے چہرے کی رنگت خوف اور وحشت سے پھیکی پڑ گئی تھی کیونکہ وہ تالیاں بجاتے ابا پر ہنس رہی تھی۔

✿..✿..✿..✿

ارسل جب گھر پہنچا تو ساڑھے آٹھ کا وقت تھا۔گاڑی گیراج میں کھڑی کرتے وہ اندر کی جانب بڑھا۔فجر کے دیے گئے سارے گفٹس اس نے گاڑی میں ہی رہنے دیے تھے۔جانتا تھا اندر کا ماحول کیسا تھا۔

وہ ڈرائنگ روم سے گزرتے لاؤنج میں آیا تو سبھی گھر والوں کو وہاں موجود پایا۔گھر میں خلاف معمول زیادہ خاموشی تھی۔

"السلام علیکم" اس نے ہولے سے سلام کیا۔دادی اماں، برہان گردیزی، مسز برہان، اس کی چھوٹی بہن سہانا اور چھوٹا بھائی صائم سب وہاں تھے۔مسز برہان اور سہانا دونوں سر پر دوپٹہ جمائے سلیقے سے بیٹھی تھی۔مسز برہان زیر لب کچھ پڑھ رہی تھیں۔اس کے سلام کا جواب سب نے مشترکہ دیا تھا۔

"خیریت ہے آج سب یہاں؟؟" وہ دھڑکتے دل پر قابو پاتے بولا۔

ہاں تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔۔" برہان گردیزی نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔ سر پر ٹوپی اوڑھے اور شلوار" قمیص پہنے وہ سرد آنکھوں سے اسے گھور رہے تھے۔

صائمہ پوچھو اپنے سپوت سے کہاں تھا یہ؟؟" انہوں نے مسز برہان کو مخاطب کیا۔ مسز برہان نے التجائی" نظروں سے ارسل کو دیکھا۔ وہ آج اس کے برتھ ڈے کے دن کوئی تماشہ نہیں چاہتی تھیں۔ دونوں ماں بیٹیوں نے مل کر کتنی تیاری کی تھی۔ ڈنر بنایا تھا پر یہاں سب الٹ ہو گیا تھا۔

بتایا تھا آپ کو۔۔" وہ براہ راست برہان گردیزی سے بولا۔"

ہاں بتایا تھا موصوف ایک لڑکی کے ساتھ تھا۔ جس سے یہ عشق کرتا ہے ایک بے پردہ بے حیا لڑکی" سے۔۔" ان کے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی۔

بابا۔۔" وہ احتجاجاً چلایا۔ آنکھوں اور چہرے پر صدمہ واضح تھا۔"

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اُس لڑکی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ لڑکی جس کے سر پر دوپٹہ تک نہیں" تھا۔۔"

وہ کڑک کے لہجے میں بولے جبکہ مسز برہان اور سہانا ان کی آواز پر کانپ اٹھتی تھیں۔ ارسل نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔ انہوں نے بتایا تھا اس کا باپ فجر سے ملنا چاہتا تھا رشتہ لے کر وہ بعد میں جاتے۔ مسز برہان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے چپ رہنے کی تلقین کی۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے فجر ایسی نہیں ہے وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ ایک بار مل لیں یقیناً آپ کو اچھا لگے" گا۔۔" اس نے لہجے کو حد درجہ نرم رکھنے کی کوشش کرتے اپنی عرضی رکھی۔ جانتا تھا وہ انکے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتا تھا اس لیے ان کا ماننا بہت ضروری تھا۔

"ہمارے گھر کی عورتوں کو آج تک کسی غیر محرم نے نہیں دیکھا اور وہ لڑکی سر عام سج سنور کر بیٹھی تھی۔۔"
انہوں نے پہلو بدل کر بے چینی سے ٹہوکا دیا۔
"چلو بس کر جاؤ برہان۔ بچے کے خاص دن کو برامت بناؤ۔۔" دادی اماں بالآخر بول پڑیں۔
"کل بلاؤ اس لڑکی کو میں ملنا چاہتا ہوں اس کے بعد فیصلہ ہوگا۔۔" برہان گردیزی اپنا فیصلہ سناتے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ارسل حیران رہ گیا۔
"کل۔۔۔؟؟" بے ساختہ اس کے لبوں سے پھسلا۔
"کیوں کل نہیں آسکتی؟؟" وہ بھڑکے۔
"نہیں نہیں ٹھیک ہے وہ آجائے گی۔۔" وہ لبوں پر زبان پھیرتے بولا۔ سہانا اور مسز برہان کے چہرے پر خوشی کی رمق ابھری۔ وہ بیٹے کی خوشی دل سے چاہتی تھیں۔

✿••✿••✿••✿

آج کے دور میں جہاں دو لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مخلص ہونا سب سے مشکل فعل ہے وہیں اگر دو لوگ مخلص ہو جائیں تو ان کے درمیان معاشرہ اور لوگ آجاتے ہیں اور لوگ بھی اپنے، اپنے ماں باپ۔۔!!
اس رات وہ سو نہیں پائی۔ بستر میں دبکی روتی رہی۔ اپنی کم مائیگی پر، اپنے احساس کمتری پر، معراج دین کی بیٹی ہونے پر۔
رضائی اوڑھے وہ بستر میں لیٹی کپکپاتی رہی حالانکہ بستر گرم تھا پر اس کے اندر ٹھنڈک اتر رہی تھی۔ باہر تاریکی بڑھتی گئی اور اندر وحشت۔
پھر کہیں رات بارہ بجے ارسل کا میسج آیا۔

"بابا کل تم سے ملنا چاہتے ہیں۔۔"

وہ ساکت رہ گئی۔

کل۔۔؟؟" وہ اٹھ بیٹھی۔لیٹ کر میسج ٹائپ نہیں ہو رہا تھا۔"

ہاں کل شام پانچ بجے۔۔" وہ کافی سنجیدہ تھا۔"

لیکن میرا آفس۔۔۔" وہ بات اُدھوری چھوڑ گئی۔"

"ایک چھٹی کر لو فجر۔کمپنی رک نہیں جائے گی۔۔۔"

اسے لگا وہ روڈ تھا۔فجر نے لب بھینچ لیے۔وہ جانتی تھی وہ لڑ رہا تھا اپنی محبت کے لیے لیکن وہ نہیں چاہتی تھی اس لڑائی میں انکی محبت کم ہو۔

ٹھیک ہے میں آجاؤں گی۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ارسل نے میسج سین کرنے کے بعد کوئی جواب نہیں" دیا۔وہ کتنی دیر فون ہاتھ میں پکڑے بیٹھی رہی لیکن اس کا میسج نہیں آیا۔وہ شاید سو چکا تھا۔پھر وہ بھی فون تکیے کے نیچے رکھ کر لیٹ گئی۔اسکا فون سائلنٹ پر ہوتا تھا کیونکہ اماں کو اسکے فون کا بار بار بجنا پسند نہیں تھا۔ وہ تکیے کے نیچے رکھ کر سوتی تھی کہ رات کے کسی پل اگر ارسل میسج کرے تو وہ وائبریشن سے اٹھ ہو جائے۔ ارسل کو انتظار کرانا اسے پسند نہیں تھا۔

کوئی اور دن ہوتا تو اسے ارسل سے اگلے دن ملنے کی بہت خوشی ہوتی کیونکہ وہ کم کم ہی مل پاتے تھے۔پہلے پہل وہ اس سے ملنے سے ڈرتی تھی اور جب پہلی بار ملی تو اس نے جانا وہ ایک بے ضرر سا انسان تھا۔نہ وہ اسے بلاوجہ چھوتا تھا اور نہ کبھی اس نے کوئی فضول گفتگو کی تھی۔پھر اس کا ڈر کھل گیا۔خوف دور ہو گیا اور اب وہ اس کا سب کچھ تھا۔

جانے کیا ہونے والا تھا۔ جانے ارسل کے گھر والے اس سے مل کر کیا رہ ایکٹ کرنے والے تھے۔ جانے وہ انہیں پسند آتی بھی یا نہیں۔۔؟؟ بہت ساری باتیں دماغ میں چل رہی تھی۔ پچھلے پہر اس کی آنکھ لگی تھی اور فجر کے وقت اماں نے دروازا بجا بجا کر اٹھا دیا۔ وہ بھی بنا کچھ بولے اٹھ گئی۔ آج اسے دعا کرنی تھی۔ اپنی محبت کے لیے اور جانے کتنے عرصے بعد اس نے دعا مانگی تھی۔ اس ہے بعد نیند پھر سے کہیں دور جا سوئی۔ وہ اماں نے پاس ہی باورچی خانے میں بیٹھ گئی۔ اماں کو صبح صبح خالی معدہ چائے پینے کی عادت تھی۔

ارسل کے گھر والے آج مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔" اس نے ڈرتے ڈرتے اماں کو آگاہ کیا۔ توقع کے" مطابق اماں کے چہرے کے ساتھ تاثرات بگڑ گئے۔

"پہلے مجھ سے پوچھ کر جاتی ہے؟؟"

اماں میں ابا اور تیری مرضی کے بغیر تو یہ شادی نہیں کر سکتی۔۔" اس نے احتجاجاً بتایا۔ اماں نے چائے" چھوٹے کپ میں ڈال دی۔

"دیکھ فجر عزت دار لوگ رشتہ مانگنے گھر آتے ہیں یوں لڑکی کو باہر نہیں بلاتے۔۔۔"

بات تو اماں کی ٹھیک تھی۔ اسکے دل کو کچھ ہوا پر وہ خود پر قابو پاتے فوراً بولی۔

رشتہ لینے وہ لوگ گھر ہی آئیں گے پر تو انہیں کدھر بٹھائے گی؟؟ یہاں اس گھر میں؟؟ اماں ان کے بیٹھنے" کے لیے کرسی تک نہیں ہے۔۔" وہ خود پر قابو پاتے لڑ رہی تھی ارسل کے لیے اسکی محبت کے لیے۔

جا تیرے باپ کو چائے دے آ۔۔" اماں نے اس کی بات نظر انداز کی۔ وہ اب آٹا گوندھنے کے لیے پانی" گرم کر رہی تھی۔ باورچی خانے میں جلتے کوئلوں کی گرمائش تھی جس سے ہڈیوں کو سکون مل رہا تھا۔

خالی پیٹ صبح صبح ابا کو چائے پلا دیتی ہے ایسے بیماری ٹھیک ہو گی کیا؟؟" وہ کپ اٹھاتے بڑبڑائی۔ جبکہ اماں کچھ نہ بولی۔ چائے اٹھا کر وہ اندر آئی تو ابا اپنے بستر پر، آنکھیں پھاڑے، لیٹا تھا۔ آنکھوں میں خوف واضح تھا۔

جا منار چلی جا۔۔" وہ منار کو جانے کا کہہ رہا تھا جو اب جاتی ہی نہیں تھی۔ اس پر ہنستی رہتی تھی۔"

ابا۔۔" کمرے کی فضا میں عجیب سی مہک تھی۔ فجر نے بے اختیار دوپٹہ ناک پر رکھا۔ ابا کے بستر کے نیچے" پیتل کا برتن رکھا تھا جس میں چولہے کی راکھ تھی۔ ابا کو اکثر کھانس کھانا کرتے آجاتی تھی اور اس کے لیے یہ برتن استعمال ہوتا تھا۔ اسی کی ہی بدبو کمرے میں پھیلی تھی۔

ابا لے چائے پی لے۔۔" اس نے چھوٹے سے پرانے ٹوٹتے پھوٹے میز پر چائے کا کپ رکھ دیا۔ پہلے ابا" مٹی کی پیالی میں چائے پیتا تھا۔ پیالی کو کپ سے فجر نے ہی بدلا تھا۔ جیسے ہی وہ کپ رکھ کر مڑنے لگی ابا نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو مدھم روشنی میں ابا کا چہرہ خوفناک لگا۔ وحشت سے پھٹی آنکھیں دیکھ کر فجر گھبرا گئی۔

ابا کیا ہو گیا ہے تجھے؟؟" وہ اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی پر ابا کے ڈھانچہ نما بازو میں جانے اتنی" طاقت کہاں سے آگئی تھی۔ فجر کو اپنی کلائی جلتی محسوس ہوئی۔

"تو بھی نہیں بچے گی۔ تو بھی مرے گی۔ تجھے بھی منار کی طرح مرنا ہوگا۔۔"

ابا چھوڑ۔۔" اس نے زوردار جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا اور پھر کمرے سے نکل گئی۔ دل دھک دھک کر رہا" تھا۔ آج کل سب اس کے دشمن بن گئے تھے۔

ابا کو ہسپتال لے جا اماں پتا نہیں کیا اول فول بولے جا رہا ہے۔ پاگل ہو گیا ہے۔۔" اپنی جلتی کلائی سہلاتے وہ" واپس آئی۔

پیسہ کہاں سے لاؤں؟ پیڑ پر اگتے ہے کیا؟؟" اماں کا لہجہ تلخ تھا۔ وہ آٹا گوندھ چکی تھی۔"

"جو رکھے ہیں انکا اچار ڈالے گی؟؟"

"تیرے بیاہ کے لیے رکھے ہیں۔۔"

مجھے نہیں چاہیے اور چند ہزار میں تو میرا کونسا جہیز بنا لے گی؟؟ دل کھٹا ہو گیا۔"

"میرا دماغ نہ خراب کر۔۔ !جا چلی جا فجر"

اس نے ایک نظر اماں کو دیکھا جو اب رات والا سالن گرم کر رہی تھی۔ ان کے لیے یہی سالن من و سلوی سے کم نہیں تھا۔

"میں جا رہی ہوں بس بتانے آئی تھی کہ ارسل میرا ہے۔۔۔"

وہ اٹھنے لگی پر اماں کے چہرے پر ابھرتی طنزیہ مسکراہٹ اسے اندر تک سلگا گئی۔

"!!کسی کو اپنا مان لینے سے وہ اپنا نہیں ہو جاتا فجر۔۔"

وہ پتا نہیں اتنی تلخ باتیں کیوں کرتی تھی۔ فجر کا دل ڈوب کر ابھرا۔

وہ میرا ہے اماں۔۔" اسے اپنی ہی آواز دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔"

ہنہہ۔۔" اماں نے آگ پر تیل چھڑک دیا۔ فجر کو اپنی نم آنکھوں میں اماں کا وجود دھندلایا محسوس ہوا۔"

زمانہ بدل گیا ہے اماں۔ آج کل شادیاں ایسے ہی ہوتی ہیں۔۔" بودی سی دلیل دی۔ جانے خود کو دی تھی یا" اماں کو۔

زمانہ بدلنے سے روایات نہیں بدل جاتیں۔۔" اماں کی بوڑھی ہڈیوں میں جان باقی تھی۔ باہر چڑیوں کے" چہچہانے کی آوازیں تیز ہو گئیں۔ فجر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اماں اب آٹے کا پیڑہ بنانے لگی۔

مجھے یقین ہے اماں اللہ نے اسے میرے لیے بنایا ہے اسے میرے لیے بھیجا ہے ورنہ وہ مجھے ملتا ہی"

"کیوں؟؟

اسکا سوچا ہے کبھی جس کے لیے اللہ نے تجھے بنایا ہے؟؟ اسے کل کو کیا جواب دے گی؟؟ ساری محبت کسی غیر پر لٹادی؟؟" اماں نے اس بار اس کا دل نکال کر انگیٹھی میں ڈال دیا۔ وہ لہولہان سینہ لیے کھڑی رہی۔ جلن بڑھتی گئی۔ اماں نے اب گرم توے پر روٹی ڈالی۔ اس نے کچھ سوچنا چاہا پر ارسل سے آگے کچھ نظر ہی نہیں آیا۔ آگے بس اندھیرا تھا۔

"ہماری محبت سچی ہے اماں اللہ ہم پر اپنا کرم کرے گا۔۔"

وہ پورے جذب سے بولی۔

اماں نے کہنا چاہا کہ "ماں باپ کی محبت کے سامنے ساری محبتیں دم توڑ جاتی ہیں۔۔" پر وہ خاموش رہی۔ فجر کو سمجھانے کا فائدہ نہیں تھا۔ وہ ارسل کی محبت میں پتھر ہو چکی تھی اور پتھروں سے سر پھوڑ کر کیا ملتا ہے؟؟

✿..✿..✿..✿

گھر سے نکلتے وقت اماں نے اسے ٹوکا۔

یہ تیرا پہلا اور آخری موقع ہے فجر! یاد رکھ اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔۔" اماں نے اسے یاددہانی کرائی۔"

اگر اسکی محبت ہار جاتی تو اسے بلقیس کے لڑکے سے۔۔۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔" وہ تصور بھی نہیں کر سکی۔"

اور اب وہ اضطراب کی کیفیت میں بیٹھی ہاتھ مسل رہی تھی۔ پانچ بج چکے تھے پر ارسل اور اس کے گھر والے ابھی تک نہیں آئے تھے۔ آج وہ کل والے حلیے میں نہیں تھی۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

آج چہرہ میک اپ سے عاری تھا۔ بال بندھے تھے۔ ہلکے جامنی رنگ کا خوبصورت سا کھدر کا سوٹ پہنا تھا جس کھلا ٹراؤزر سفید رنگ کا تھا اور سر پر قمیص کے ہم رنگ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا جبکہ سفید گرم جیکٹ ٹھنڈ سے بچنے کے لیے پہن رکھی تھی۔ پاؤں سفید بند جوتوں میں مقید تھے۔ وہ نہیں چاہتی تھی ارسل کے گھر والوں کے سامنے وہ اوور لگے۔ وہ سمپل اور ڈیسنٹ لگنا چاہتی تھی۔ تیار تو وہ کبھی کبھی ارسل کے لیے ہوتی تھی۔

ریستوران کا دروازہ کھلا اور فجر نے بے تابی سے دیکھا پر آنے والا ارسل نہیں تھا۔ کندھے پر سیاہ بیگ لٹکائے ایک لڑکا اندر داخل ہوا۔ وہ آج پھر کل والے ریستوران میں تھی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ چاہتی تھی ارسل کے گھر والے جلدی سے آئیں اور اس کے حق میں فیصلہ کر دیں تاکہ کانٹوں پر گزرتی یہ رات ختم ہو۔ آج وہ کپل ایریا میں نہیں بیٹھی تھی۔ بڑی سی میز کے گرد پانچ کرسیاں رکھی تھیں اور وہ ان میں سے ایک پر بیٹھی تھی۔ اب اس نے رخ پلٹ کر داخلی دروازے کی جانب کر لیا۔ گلاس وال اور گلاس ڈور سے باہر کا منظر واضح ہوا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہی تھی جیسے اسکا کوئی بڑا امتحان ہو۔

اچانک ایک لمبی گاڑی باہر آکر رکی۔ باہر کھڑا گارڈ اب گاڑی پارک کروا رہا تھا۔ یہ ارسل کی گاڑی نہیں تھی وہ اسے پہچانتی تھی۔ تبھی دروازہ کھلا اور ارسل باہر نکلا۔ فجر نے بے ساختہ خشک لبوں پر زبان پھیری۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔ وہ فٹافٹ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ارسل سب گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول رہا تھا۔ ایک برقعے والی خاتون باہر نکلی۔ وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

ساتھ والے میز پر بیٹھے لڑکے کی نظر اچانک اس پر پڑی۔

"Beauty in Purple.."

وہ ہولے سے بڑبڑایا۔ کل دونوں بھی وہ ایک وقت میں یہاں موجود تھے اور آج پھر۔ لیکن آج وہ اکیلی تھی اور بے چین تھی۔ وہ کندھے اُچکاتا اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آج پھر اس کے ہاتھ میں کیمرہ تھا اور عجیب سی ٹیپ ریکارڈر تھی۔ ہیڈ فون اس کے کانوں پر لگا تھا اور کیپ سر پر تھی۔ شاید یہ اس کا ازلی حلیہ تھا۔ وہ بھی وہاں کسی کا ویٹ کر رہا تھا۔

✿••✿••✿••✿

یہ اتفاق نہیں تو اور کیا تھا کہ وہ لڑکی کل بھی وہاں موجود تھی اور آج بھی۔ کل بھی وہ خوبصورت لگ رہی تھی اور آج بھی۔ وہ انسانوں میں دلچسپی نہیں لیتا تھا پھر بھی نا جانے کیوں یہ چہرہ اسے یاد رہ گیا۔ اس نے نوٹس کیا پھر سر جھٹک دیا۔

اور تبھی دروازہ کھلا۔ ارسل اپنے پیرنٹس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ گلاس ڈور جیسے ہی کھلا پورے رستوران میں ونڈ چارم کی پر سوز سی آواز گونج گئی۔ یہ ونڈ چارم داخلی دوازے پر لٹکا تھا اور دروازہ کھلتے بند ہوتے ضرور بجتا تھا۔ رستوران میں داخل ہوتے ہی سیدھی لمبی روش تھی کو کاؤنٹر تک جا رہی تھی جبکہ دائیں بائیں سٹنگ ایریا تھا۔ دائیں جانب نارمل ایریا جبکہ بائیں جانب کپل ایریا تھا۔ ہلکے گلابی اور سفید رنگ کی دیواروں والا یہ رستوران شہر کا مہنگاترین رستوران تھا۔ اور فجر آج دائیں جانب بیٹھی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ آج کا دن جیسے فیصلہ کا دن تھا۔

تھری پیس سوٹ پہنے برہان گردیزی کے چہرے پر نرماہٹ بالکل بھی نہیں تھی جبکہ مسز برہان مکمل پردے میں تھی انکے تاثرات کا کچھ پتا نہیں تھا۔ ارسل فجر کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھا۔

السلام علیکم!" وہ بمشکل بول پائی۔ حلق میں کانٹے آگ آئے۔"

وعلیکم السلام۔۔" مسز برہان نے جواب دیا۔ فجر نے گھبرا کر ارسل کی جانب دیکھا جس نے اُسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا پر وہ خود کافی پریشان تھا۔ آنکھوں سے رتجگا واضح تھا۔ برہان گردیزی نے اس کے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔ وہ چاروں جانب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے شاید انہیں خطرہ تھا کہ کوئی انہیں وہاں دیکھ نہ لے۔

مستطیل میز کے دونوں جانب رکھی آرام دہ صوفہ نما کرسیوں میں سے چار پر وہ چاروں ٹک گئے تھے۔ فجر کو اپنے چہرے سے تپش نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار برہان گردیزی کو دیکھ رہی تھی جو وہاں غیر آرام دہ محسوس کر رہے تھے۔ وہ چاہتے تو اسے گھر بلا سکتے تھے یا پھر اپنے آفس لیکن باہر کیوں؟؟

فجر سوچ ہی نہ پائی۔ وہ سوچ ہی نہ پائی کہ اس کی اہمیت اتنی بھی نہیں کہ اسے گھر بلایا جاتا۔۔۔ لیکن محبت نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ برہان گردیزی اپنے بیٹے ارسل گردیزی کے لیے خود آیا تھا۔ وہ فجر معراج سے ملنے آیا تھا فجر کے لیے یہ بہت بڑی بات تھی۔

سیلنگ سے لٹکتے برقی قمقموں میں تذبذب کا شکار فجر دونوں ہاتھ گود میں گرائے بیٹھی تھی۔ برہان گردیزی سرد وسپاٹ تاثرات لیے اسے گھور رہے تھے جبکہ مسز برہان کو وہ لڑکی پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی۔

رستوران میں کافی کی تیز اور کیفین کی کڑوی سی، فوراً اثر کرنے والی، خوشبو پھیلی تھی۔ رستوران ابھی خالی تھا چند ایک لوگ بیٹھے اور زیادہ تر کافی ہی پی رہے تھے۔ گلاس ڈور پھر سے کھلا، ونڈ چارم کی سماعت کو سکون پہنچاتی آواز پھر سے گونجی اور ایک لڑکا اندر داخل ہوا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا آیا اور پھر ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھے اس ہیڈ فون والے لڑکے کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

ساتھ والے میز پر بیٹھے ان چاروں کے درمیان پھیلی خاموشی بھیانک ہونے لگی تھی تو ارسل فوراً بولا۔

"بابا یہ فجر ہے۔۔" وہ فجر کی طرف دیکھتے بولا۔

"اور فجر یہ میرے بابا اور اماں ہیں۔۔" فجر مسکرائی۔ اس نے باری برہان اور مسز برہان کی طرف دیکھا۔

جانے کیوں بار بار ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ ویٹر آڈر لینے آیا تو ارسل نے کافی کا آڈر دے دیا۔

برہان گردیزی غور سے فجر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ بیضوی چہرہ، روشن آنکھیں، لمبی گھنی پلکیں جو بار بار لرز رہی تھیں اور اس کی ٹھوڑی پر چمکتا وہ بھورا تل۔۔۔ ارسل تو کیا کوئی بھی لڑکا اس پر دل ہار جاتا۔ انہوں نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ جانے کیوں وہ چہرہ انہیں جانا پہچانا لگا۔

"کیا کرتی ہیں آپ مس فجر؟؟" بالآخر وہ بول پڑے۔ بیٹے کی خوشی کے لیے یہ سب ضروری تھا۔

"فیشن ڈیزائنگ کی اسٹوڈنٹ ہوں لاسٹ سمیسٹر چل رہا ہے۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"ارسل کے ساتھ کیوں ہو؟؟" اگلا سوال ابھرا۔ عجیب غریب سا۔ فجر نے چونک کر نظریں اٹھائیں۔ اس کی نظریں ایک پل کو برہان گردیزی سے ٹکرائیں اور اگلے ہی پل اس نے ارسل کو دیکھا وہ خاموش بیٹھا تھا۔ اُسے خاموش بیٹھنا تھا۔ اسے یہ حکم تھا۔

"ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ شادی کرنا چاہتے ہیں۔" اسے اپنی آواز دور کھائی سے آتی سنائی دی۔

"غیر مرد سے محبت کی اجازت کس نے دی۔۔؟؟"

فجر کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ اس نے تڑپ کر ارسل کو دیکھا اور ارسل نے اپنے باپ کو۔ کوئی پوچھتا برہان گردیزی سے انہیں ایسے سوال کی اجازت کس نے دی تھی؟؟

"بابا پلیز۔۔۔" وہ احتجاجاً بولا۔

"ہمارے خاندان میں سات پشتوں سے عورتیں شرعی پردہ کرتی آرہی ہیں۔ میں تمہیں اپنے خاندان کی بہو کیوں بناؤں۔۔؟؟" بریان گردیزی کے چہرے کے نقوش بھنچے ہوئے تھے۔ بھنویں سکڑی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں کھلا استہزاہ تھا۔ فجر کا چہرہ خفت سے سرخ پڑا۔ وہ تو جانے کتنے جواب یاد کر کے آئی تھی لیکن یہاں تو سوال ہی بدل گئے تھے۔ اس نے ایک نظر برہا گردیزی کو دیکھا یہ نظر بڑی گہری تھی۔ خوبصورت نین نقش والا وہ شخص یقیناً اپنی جوانی میں کئی دلوں کی دھڑکن رہا ہو گا۔ سرمئی اور سیاہ بال ایک طریقے سے سیٹ تھے۔ قیمتی گھڑی کلائی میں بندھی تھی۔ تھری پیس سوٹ کے ساتھ چمچماتے جوتے پہنے وہ شخص اپنی بیٹے کی پسند کی لڑکی سے ملنے نہیں آیا تھا بلکہ وہ اسے ذلیل کرنے آیا تھا۔

"فجر کو میں نے چُنا ہے بابا۔۔" لہجے کو حد درجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی گئی۔ ساتھ والے میز پر بیٹھے لڑکوں میں سے نئے آنے والے نے کسی بات پر قہقہہ لگایا جبکہ دوسرا، وہ فارنر، دھیمے سے مسکرایا تھا۔

ارسل کی بات سن کر برہان گردیزی نے گہرہ سانس فضا میں خارج کیا۔ ویٹر آڈر لے آیا تھا۔ ان کے سامنے اب سفید چمچماتے چوکور کپوں میں گہرے بھورے رنگ کی کافی رکھی جارہی تھی۔ چندپل کی خاموشی چھائی اور پھر ویٹر چلا گیا۔

"جوان بیٹا ہے پلیز تھوڑا حوصلے سے کام لیں۔۔" مسز برہان نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے شوہر سے عرض کی۔

"تمہارے ماں باپ کیا کرتے ہیں بیٹا۔۔۔" اس بار مسز برہان بولیں۔ فجر کو تھوڑا حوصلہ ہوا اور نہ وہ رودینے کو تھی۔

"اماں ہاؤس وائف ہیں اور ابا بیمار ہیں وہ کچھ نہیں کرتے گھر ہی ہوتے ہیں۔۔" وہ شستہ لہجے میں بولی اور اب کافی کے کپ کے کناروں پر انگلی پھیر رہی تھی۔ برقی قمقموں میں اس کے ہاتھ اور اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

"تو گھر کیسے چلتا ہے۔۔۔؟؟"

کیا کسی نے اُن کو بتایا نہیں تھا کہ وہ لڑکی دیکھنے آئے تھے اپنے بیٹے کے لیے۔ اپنی کمپنی کے لیے کسی ملازم کو ہائر کرنے نہیں۔ وہ کوئی انٹرویو نہیں تھا پر انہیں کون سمجھاتا۔ مسز برہان نیک دل خاتون تھیں۔ لیکن شوہر کے آگے وہ بھی مجبور تھیں یا شاید یہ اُنکا پہلا موقع تھا انہیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ بیٹے کی پسند سے کیسے ملا جاتا ہے اسے کیا رتبہ دیا جاتا ہے۔

"دکانوں کا کرایہ آتا ہے اور میں جاب کرتی ہوں۔" اگر وہ ارسل کے ماں باپ نہ ہوتے تو فجر معراج کافی اُن کے خوبصورت چہروں پر انڈیل کر جا چکی ہوتی۔ وہ اُن کے خوبصورت چہروں کو بگاڑ چکی ہوتی۔ وہ ان کی باہر کھڑی مہنگی گاڑی کو آگ لگا چکی ہوتی لیکن کمبخت وہ پھنس چکی تھی کیونکہ وہ ارسل کے ماں باپ تھے۔

"کیا جاب کرتی ہو؟؟" اگلا سوال ابھرا اور ارسل نے جبڑا بھینچ کر خود پر قابو پایا۔

"اسٹوڈنٹ ہوں اور پاکستان میں اسٹوڈنٹس کو کال سینٹرز میں ہی جاب کرنی پڑتی ہے۔۔" لہجہ تیکھا ہو گیا نا چاہتے ہوئے بھی۔ برہان گردیزی نے بھنویں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی فجر معراج کو دیکھا۔ ارسل بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔

"کتنے بہن بھائی ہیں؟؟" وہ پتا نہیں کیا جاننے چاہ رہے تھے۔ سفید کپ میں رکھی گرم کافی اب ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

"اکلوتی ہوں۔ ایک بڑی بہن تھی منار معراج تئیس سال پہلے انتقال ہو گیا۔" اس بار چونکنے کی باری برہان گردیزی کی تھی۔ پیشانی پر لکیریں ابھریں۔ انہوں نے بے ساختہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

"فجر معراج۔۔۔۔ منار معراج۔۔۔ معراج الدین کی بیٹیاں۔۔"

کچھ تھا جو ماضی کے گزرے پنّوں سے جڑ گیا تھا۔ وہ اب سمجھے تھے سامنے بیٹھی لڑکی کا چہرہ اتنا جانا پہچانا کیوں لگ رہا تھا۔ انہوں نے بے ساختہ ارسل کو دیکھا جو خود پر قابو رکھے بیٹھا تھا جو چاہتا تھا اسکا باپ فیصلہ اس کے حق میں دے دے۔ اسی لیے وہ اُنکی باتیں برداشت کر رہا تھا۔ منار معراج کے نام پر چونکی تو مسز برہان بھی تھیں۔ اُنہوں نے بھی پہلو بدلا تھا لیکن کہا کچھ نہیں۔

انہوں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا ماضی کسی روز یوں سامنے آجائے گا۔۔۔ آکر کھڑا ہو جائے گا۔

رستوران کا گلاس ڈور بار بار کھل رہا تھا۔ ونڈ چارم بار بار بج رہا تھا۔ لوگ آجا رہے تھے۔ فجر سنجیدہ سی بیٹھی تھی۔

"تمہاری بہن کی موت کیسے ہوئی؟؟"

اس سوال کی اس نے خواب میں بھی توقع نہیں کی تھی۔ وہ حقیقتاً پریشان ہوگئی تھی۔

"منار کا یہاں کیا ذکر؟؟"

"وہ تو مر گئی تھی۔۔۔"

"وہ لوگ منار کو کیسے جانتے تھے؟؟"

"کیا کوئی راز ایسا تھا جس سے وہ ناواقف تھی؟؟"

ہزاروں سوال دماغ میں کھلبلا اٹھے۔

میری مری ہوئی بہن کا یہاں کیا ذکر۔۔۔؟؟" وہ واقعی اُلجھ گئی تھی۔ کیا والدین کے لیے اپنے بیٹے کی پسند" کی لڑکی کو اپنانا اتنا مشکل کام ہوتا ہے؟؟ کیا وہ اُسے ایک موقع بھی نہیں دے سکتے؟؟ ہزاروں خدشے

سانپ کی طرح پھن پھیلائے اس کے ارد گرد منڈلانے لگے۔وہ اُسے ڈسنے کو تیار تھے اور فجر معراج کسی صورت یہ زہر برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اُسکے الٹے سوال پر برہان گردیزی نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے اندر اٹھتے ابال کو دبایا۔اب اُنکے چہرے پر گہری ناپسندیدگی تھی جسے اُنہوں نے چھپانا ضروری نہیں سمجھا۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے ارسل میرے ساتھ آؤ۔۔" وہ ارسل کو حکم دیتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ارسل نے بے چینی سے فجر کو دیکھا جو رو دینے کو تھی۔

"بابا۔۔" برہان گردیزی دروازے کی جانب قدم بڑھا چکے تھے جب ارسل نے پکارہ۔

"رائٹ ناؤ ارسل۔۔" وہ اونچی آواز میں بولے۔پیچھے مڑ کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا۔انکی آواز پر ساتھ والے میز پر بیٹھے لڑکے نے چونک کر دیکھا۔ارسل اب فجر کو دلاسہ دیتے ان کے پیچھے لپکا۔

فجر اور مسز برہان اکیلی بیٹھی رہ گئی تھیں۔خاموشی چھاگئی۔۔۔وقفہ لمبا ہوا۔فجر سر جھکائے بیٹھی تھی۔اسکی کافی کپ کی ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔وہ کرسی سے پشت ٹکائے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔یہ سب اتنا آسان نہیں تھا اُسے آج سمجھ آیا تھا۔کسی بھی لڑکے کے لیے اپنے ماں باپ کو منانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔کسی بھی لڑکی کے لیے اپنی محبت کی خاطر لڑنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

"کیا یہ اتنا مشکل ہے؟؟" اس نے نظریں اٹھا کر مسز برہان کو دیکھا۔آنکھوں میں نمی کی تہہ تھی جسے وہ اندر چھپائے بیٹھی تھی۔مسز برہان نے ناسمجھی کے عالم میں اُسے دیکھا۔

"کیا اتنا مشکل ہے فجر معراج کو قبول کرنا۔۔۔؟؟" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔ مسز برہان کے دل کو کچھ ہوا۔ انہیں اپنے بیٹے کی پسند سے مسئلہ نہیں تھا۔ مسئلہ برہان گردیزی کو تھا۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے سات پردوں میں چھپی لڑکی لانا چاہتے تھے اور اب انہیں انکار کا ایک اور جواز مل گیا تھا۔

!!منار معراج۔۔۔۔

✿••✿••✿••✿

گاڑی کی فضا میں اس وقت حبس تھی۔ برہان گردیزی اپنا کوٹ اتار چکے تھے اور پیشانی پر انگوٹھا جمائے وہ اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ ارسل بے تابی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا اُسکے باپ کو کیا ہوا تھا پر وہ اُنہیں ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"بابا۔۔۔" بالآخر اس نے پکارہ۔

"تم جانتے ہو وہ لڑکی کون ہے؟ تم جانتے ہو اُس کا خاندان کیسا ہے؟ کیا تم اتنے اندھے ہو گئے محبت میں یہ تک نہ جان پائے اُس لڑکی کے خاندان نے ہمیں برباد کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔۔۔" وہ بولے تو بولتے چلے گئے۔ چہرہ لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔ باہر دھند اتر آئی تھی جبکہ ارسل ان کی بات سن کر ششدر رہ گیا۔ اسکے خوبصورت چہرے پر پریشانی تھی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟" وہ بمشکل بول پایا۔ وہ کسی صورت فجر کو نہیں گنوانا چاہتا تھا۔

"تم جانتے ہو تمہارا اکلوتا چچا نفسیاتی مریض کیوں ہے؟؟ جانتے ہو وہ وہیل چیئر پر کیوں ہے؟؟ جانتے ہو اسکی اس حالت کا ذمہ دار کون ہے؟؟"

کوئی گہرا راز تھا جو کھلنے والا تھا۔ ارسل کا دل ڈوب کر ابھرا۔ اس نے پل کے ہزارویں حصے میں خواہش کی تھی کہ فجر کا اِس سے کوئی تعلق نہ ہو۔۔۔۔ پر کبھی کبھی زندگی ہمیں منہ کے بل گرا دیتی ہے جب ہمیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے یہ ہمیں دھوکا دیتی ہے۔ وہ بس اپنے باپ کو دیکھے گیا کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

"اس لڑکی کی بہن اور اس کا خاندان، انہوں نے مل کر فرقان (چچا) کو اس حال تک پہنچایا ہے۔۔۔"

اور ارسل کا دل ڈوب گیا۔ وہ جانتا تھا اب کبھی ابھر نہیں پائے گا۔

"یہ لڑکی صرف تمہیں استعمال کر رہی ہے۔۔۔"

ارسل کے ہونٹ بھینچ گئے۔

میں کسی بے پردہ لڑکی کو پہلے ہی اپنے خاندان کا حصہ نہیں بنانا چاہتا تھا پر اب یہ سب جان کر کہ وہ کس"

"خاندان سے ہے اس کا ماضی کیا ہے۔۔ اب تو بالکل نہیں۔۔

ارسل نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔

"وہ لڑکی میری زندگی ہے بابا۔۔۔"

آنکھوں کو جھپک کر نمی کو اندر کھینچنا چاہا۔

اور میں۔۔۔؟؟ میں کیا ہوں تمہارے لیے؟؟ تمہارا اچھا کیا ہے تمہارے لیے۔۔؟؟" وہ سخت لہجے میں" بولے۔ وہ خاندان کو محبت کے مقابل لے آئے تھے۔

"میں اُس کے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔۔"

یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تمہارے چچا کو موت کے منہ میں بھیجنے کی ایک وجہ ہے۔۔۔؟؟" وہ کتنے سخت دل تھے۔ ارسل کے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔ وہ اب انہیں نہیں دیکھ رہا تھا وہ رستوران کے اس گلاس ڈور کو گھور رہا تھا جس کے پار وہ لڑکی بیٹھی تھی جس کے ساتھ اس نے ہزاروں خواب دیکھے تھے۔ وہ اس کے ساتھ جینا چاہتا تھا۔

"اماں آج بھی روتی ہیں فرقان کی یہ حالت دیکھ کر، وہ آج بھی اس لڑکی کو اور اس کے خاندان کو بد دعائیں دیتی ہیں اگر انہیں پتا چلا کہ تم اُسی لڑکی کی بہن کو اِس گھر کی بہو بنانا چاہتے ہو وہ مر جائیں گی۔۔" برہان گردیزی کاری وار کر رہے تھے۔ جانتے تھے بیٹے کو کیسے توڑنا تھا۔

"میں اُس کے لیے سب کچھ ہوں۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔۔" اس نے ایک اور دلیل دی۔

"چاہے خاندان ٹوٹ جائے؟؟ چاہے باپ ٹوٹ جائے؟؟ میں نے تمہیں یہ تو نہیں سکھایا تھا ارسل۔۔۔" انکے لہجے میں گہرا افسوس تھا جبکہ ارسل کا سانس سینے میں ہی اٹک چکا تھا۔

"میں اُسے چاہتا ہوں بابا۔۔" اس نے جیسے منت کی۔

"اس جیسی ہزاروں آئیں جائیں گی ارسل۔۔۔" خالص مردانہ لہجے میں کہا گیا۔ ارسل نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔

"میں اُسے نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

برہان گردیزی کا خون کھول اٹھا۔

"ٹھیک ہے ہمیں چھوڑ دو۔ چلے جاؤ اور کبھی پلٹ کر مت دیکھنا۔۔" یہ آخری فیصلہ تھا۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

کیا آپ ایک بار۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔"

میرے مرنے کا انتظار کرو پھر اپنی محبت نبھا! میرے جیتے جی وہ لڑکی ہمارے گھر کی بہو نہیں بن سکتی ارسل" لینا۔۔۔" تابوت میں کیل ٹھونک دیا گیا۔ اور ارسل کے کندھے ڈھلک گئے۔ کچھ دیر گہری خاموشی چھائی رہی پھر وہ خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

آگے کیا کرنا تھا برہان گردیزی کو اسے سمجھانے کی ضرورت نہیں تھی وہ خود سمجدار تھا۔

رستوران کے دروازے کی جانب بڑھتے اُسکے قدم من من کے ہو گئے۔ کندھوں پر ڈھیروں بوجھ تھا اور دل تو حسرتوں اور خواہشوں کے بوجھ میں مارا گیا تھا۔

کاش دنیا کے سبھی ماں باپ اپنے جوان بیٹے کا وہ دکھ سمجھ پائیں جب اُسے ماں باپ اور اپنی محبت میں سے کسی ایک کو چننے کا حکم دیا جاتا ہے۔ کاش وہ سمجھ پائیں کہ وہ جوان لڑکے، وہ توانا مرد اس وقت بھر بھری ریت کی مانند ڈھے جاتے ہیں۔ اُنکے دل مر جاتے ہیں اور پھر کبھی وہ پورے دل سے مسکرا نہیں پاتے۔ وہ وہ نہیں رہتے جو ہوتے ہیں وہ جیتے جی مر جاتے ہیں۔ کاش ماں باپ یہ سمجھ پائیں۔ آہ کاش۔۔۔!!

گلاس ڈور کھول کر ارسل اندر داخل ہوا اور شکستہ قدموں سے فجر کی جانب بڑھا۔۔۔ وہ اُسکی جانب جارہا تو رہا تھا پھر حقیقت میں اُس کی جانب اٹھنے والا ہر قدم اُس سے فجر کو دور لے جارہا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی فجر کی آنکھوں کے جگنوں جل اٹھے۔ یوں جیسے تپتے صحرا میں چھاؤں مل جائے۔

پر فجر اُس کے ڈھلکے کندھے نہیں دیکھ پائی تھی اُس کے لیے اتنا کافی تھا وہ آرہا تھا۔

ساتھ والے ٹیبل کے قریب سے گزرتے اُس کی سماعت سے چند الفاظ ٹکرائے۔

"ولیم تم بہت سارے ملک گھوم چکے ہو بہت خوبصورتی دیکھی ہے تم نے۔ کہیں نظریں ٹھہریں ہیں؟؟سب سے زیادہ خوبصورت کیا دیکھا تم نے؟؟" وہ پاکستانی لڑکا اپنے ساتھ بیٹھے، سیاہ کیپ اوڑھے فارنر سے پوچھ رہا تھا جس کی نظر بے ساختہ اٹھی۔بیوٹی ان پرپل اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔!!

اب ارسل فجر تک پہنچ چکا تھا۔فارنر لڑکے نے نگاہیں پھیر لیں۔

"بابا آپکا گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں۔۔" اس نے مسز برہان کو ہولے سے کہا۔ارسل کی آنکھوں کی بجھی جوت دیکھ کر وہ جان چکی تھیں فیصلہ کیا ہوا تھا۔انہیں اپنے چاند سے بیٹے کے لیے برا لگا پر انہیں اپنے شوہر کے احکامات پر چلنا تھا اس لیے وہ فجر کا گال تھپتھپا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"خدا تمہیں بہترین سے نوازے، تمہیں خوش رکھے آمین۔۔!!" وہ اسے دُعا دیتی پلٹ گئیں جبکہ فجر نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔ایسی دعا کبھی اُسکی ماں نے اُسے نہیں دی تھی۔اُسے تو ہمیشہ بد دعائیں ملی تھیں۔

ارسل اب اس کے ساتھ نہیں بیٹھا تھا فاصلہ رکھ کر بیٹھ چکا تھا اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔آنکھیں اٹھنے سے انکاری تھیں۔

"ارسل کیا کہا ہے انکل نے؟؟" وہ دھڑکتے دل پر قابو پاتے بولی۔وہ خاموش رہا۔کچھ بولنے کی ہمت کہاں تھی۔

"ارسل۔۔" اسکی خاموشی بری لگی تو فجر نے پھر سے پکارہ اور اپنا سرد ہاتھ بڑھا کر اسکا گرم ہاتھ تھامنا چاہا لیکن ارسل نے اپنا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کر لیا۔

اسکی یہ حرکت ایسی تھی کہ فجر کا دل ڈوب گیا۔چہرے کا رنگ خفت سے پھیکا پڑ گیا۔

"ارسل۔۔" بے یقینی اور صدمے سے اسے پکارہ گیا۔

ایم سوری فجر۔۔۔" وہ بولا بھی تو کیا۔ فجر کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ انہونی کا احساس جو روح سلب کر لیتا ہے۔

"میں یہ نہیں کر سکتا میں اُنہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔"

روح سلب کر لی گئی۔ فجر کا چہرہ سفید پڑ گیا کفن کی مانند۔

"وہ کہتے ہیں انہیں ایک شرعی پردہ کرنے والی بہو چاہیے جبکہ تم فیشن ڈیزائنر بننا چاہتی ہو۔"

کیا یہ جواز تھا؟؟ وہ نظریں چرائے ہوئے تھا۔

وہ تجھے آسمان سے زمین پر پٹخ دے گا۔۔" اماں کے الفاظ گونج گئے۔"

اس نے آسمان سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔ اور اتنی اونچائی سے گرنے کی تکلیف کوئی فجر سے پوچھتا۔ وہ بے یقینی سے ارسل کو دیکھ رہی تھی جو کسی مجرم کی طرح چہرہ جھکایا بیٹھا تھا۔ وہ جانتی تھی ارسل اپنی بات کا پکا تھا۔ اس نے کہا تھا وہ اپنے ماں باپ کو اس سے ملوائے گا وہ لے آیا تھا اب وہ کہہ رہا تھا وہ اسے چھوڑ دے گا تو وہ چھوڑ دیتا۔ وہ پلٹ کر نہ دیکھتا۔

"وہ میرے ماں باپ ہیں فجر"

"ماں باپ کے سامنے ساری محبتیں دم توڑ جاتی ہیں۔۔۔"

اماں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔

"میں اُنہیں نہیں چھوڑ سکتا میں اپنے بابا کے خلاف نہیں جا سکتا۔۔۔"

"وہ تجھے کبھی نہیں اپنائے گا۔۔۔"

اماں کی کہی ایک ایک بات سچ ہو رہی تھی۔

"ایم سوری۔۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسی پل فجر کسی برے خواب سے جاگی۔

"نہیں ارسل۔۔۔" اُس نے تڑپ کر ارسل کا ہاتھ پکڑ لیا گرفت مضبوط تھی۔ وہ ٹھہر گیا۔

ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھے لڑکے ٹھٹک گئے۔ وہ فارنر الجھی نظروں سے اُنہیں دیکھنے لگا۔ ابھی کل ہی لڑکا اس لڑکی کو رنگ دے کر پرپوز کر رہا تھا اور آج۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ چھڑائے جا رہا تھا۔ کیوں؟؟؟

اس کے ساتھ بیٹھے دوسرے لڑکے نے بڑے نامحسوس سے انداز میں کیمرے کا رخ ارسل اور فجر کی جانب کر کے ویڈیو ریکارڈنگ کا بٹن دبا دیا۔

"ارسل پلیز۔ آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ ایسے نہیں جا سکتے۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا ہاتھ کسی متاع جاں کی طرح پکڑا ہوا تھا جیسے وہ چھوٹ گیا تو سب ختم۔

ارسل نے اپنا بازو چھڑانا چاہا۔ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا جانتا تھا اگر دیکھے گا تو پگھل جائے گا۔ وہ رخ موڑے کھڑا تھا۔

"ارسل مجھے آپ کے بنا جینا نہیں آتا۔ آپ مجھے لے جائیں میں انکل کو منا لوں گی میں وہ سب کروں گی جو وہ چاہتے ہیں میں اُنکی ہر بات مانوں گی مم۔۔ میں۔۔۔" وہ بولتے بولتے سسکیوں سے رو دی۔

ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھا وہ فارنر لڑکا بے چین ہوا۔ اس کے جبڑے بھینچ سے گئے۔ اپنی کرسی پر بلاوجہ ہی پہلو بدلنے لگا جبکہ دوسرا لڑکا بڑے مزے سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا بلکہ سب دیکھ رہے تھے۔

"فجر پاگل مت بنو لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔" اسکا لہجہ سخت تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی انکی ویڈیو بنائے اور گردیزی خاندان پر کوئی بات آئے۔

"آپ مجھے دیکھ لیں پلیز۔ایک بار دیکھ لیں۔میں آپکی فجر ہوں آپ نے کہا تھا آپ میرے ہیں۔آپ نے کہا تھاہم ساتھ رہیں گے۔مجھے چھوڑیں مت ارسل۔۔۔"

لڑکوں کو جوتے کی نوک پر رکھنے والی فجر معراج کی انا اُسکا غرور سب دور جا سوئے۔اُس سے بچھڑنے کا خیال روح فرساں تھا۔وہ اُسے چھوڑ رہا تھا یہ نا قابل یقین تھا۔یہ نا قابل بیان تھا۔

"فجر چھوڑو مجھے۔" ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔وہ اُس کی پہنچ سے دور جانا چاہتا تھا اِس سے پہلے کہ وہ لڑکی اُسے اپنے فیصلے ڈگمگانے سے مجبور کر دیتی پر اگلے پل جو ہوا وہ نا قابل یقین تھا۔وہ اُسکے قدموں میں بیٹھتی اس کا پاؤں پکڑ چکی تھی۔

لوگوں نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھے۔"ہاہائے" کی آوازیں گونج گئیں۔

"کتنی بے شرم لڑکی ہے۔۔۔" کسی خاتون نے تجزیہ کیا۔

"اپنی سیلف ریسپیکٹ کا ذرا سا خیال نہیں۔۔" کسی نازک حسینہ نے نخوت سے بال لہرائے۔

"کوئی مجھے یوں ٹھکرائے میں تو اسے مڑ کر نہ دیکھوں۔۔" تبصرہ کیا گیا۔

"ارسل مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔" کیسی آہ بکا تھی۔ارسل کا برہان کا دل ساکت ہوا۔یہ سب کرنے کا فجر معراج نے بھی کبھی تصور نہیں کیا ہو گا۔اس کا دوپٹہ سر سے پھسل گیا۔

اُس کی کل کائنات ارسل تھا۔وہ اُس کے لیے پاگل تھی۔اُسے لگتا تھا ابا مر جائے گا تو وہ جی لے گی۔اماں مر گئی تو بھی وہ جی لے گی پر ارسل بچھڑ گیا تو وہ مر جائے گی۔۔۔۔!!

اور اس پل فجر معراج کو اپنی موت چاروں طرف نظر آرہی تھی پر وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔وہ جینا چاہتی تھی۔

مجھے بھول جاؤ۔۔۔" گلے میں اٹکے آنسوؤں کے گولے پر قابو پاتا وہ پوری قوت سے اپنا پاؤں چھڑائے" تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ ایک آنسوں آنکھ سے پھسل کر گال پر بہتا چلا گیا تھا۔ گلاس ڈور کھلا اور بند ہو گیا۔ ونڈ چارم کی آواز پھر سے گونج گئی۔ رستوران میں موت جیسی خاموشی تھی۔ لوگ دم سادھے بیٹھے تھے۔

پیچھے وہ بیٹھی رہ گئی اکیلی۔ خالی ہاتھ خالی دامن!

وہ گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔ اس کا وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔ اماں کی بد دعائیں قبول ہو چکی تھیں۔ ارسل برہان، فجر معراج کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔ اُس نے اپنے ماں باپ کو چن لیا تھا۔ ایک بار پھر ایک محبت ماں باپ کے ہاتھوں دم توڑ گئی تھی۔ وہ رو رہی تھی ہچکیوں سے۔۔۔۔ اور ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھا وہ فارنر لڑکا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ولیم میں اُسکے بنا مر جاؤں گی۔ مجھے اُسکے بنا جینا نہیں آتا۔۔" اس کی سماعت سے کچھ جملے ٹکرانے لگے۔" کوئی دور اسے پکار رہا تھا کوئی اپنی تکلیف بیان کر رہا تھا۔

وہ اب اپنا کیمرہ بیگ میں ڈال رہا تھا وہ اپنی باقی چیزیں سمیٹ رہا تھا۔

واٹ ہیپنڈ۔۔؟؟" اسے یوں اٹھتے دیکھ کر دوسرا لڑکا حیران ہوا۔ پر وہ کچھ نہ بولا۔ سپاٹ چہرہ لیے وہ اب" اپنا بیگ کندھے پر ڈال رہا تھا۔

ولیم پلیز ہیلپ می۔۔۔" نسوانی آواز تیز ہو گئی۔ کوئی اسکے قریب آ چکا تھا۔ کوئی اس کے داہنے جانب کھڑا" تھا ایک ہیولا، پر وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ سسکیوں کی آوازیں واضح ہوتی گئیں۔ وہ اسے التجائی نظروں سے

دیکھ رہی تھی وہ اس کی مدد چاہتی تھی۔ پھر وہ جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا گلاس ڈور کھول کر باہر نکل گیا۔ ہیولا ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ ونڈ چارم کی آواز پھر سے گونجی اور ساکت ہو گئی۔

✿...✿...✿...✿

خوشیوں کے دن ہمیشہ چھوٹے ہوتے ہیں جبکہ غم کی شام لمبی ہو جاتی ہے پر فجر کی زندگی میں تو غم کی رات آئی تھی۔ ایسی لمبی رات جسکی کوئی صبح نہیں تھی۔ پرپل ڈریس میں سفید جیکٹ پہنے فجر کے چہرے کا رنگ بالکل جیکٹ جیسا سفید ہو چکا تھا۔ جانے وہ کتنی دیر رستوران میں بیٹھی رہی کسی میں ہمت نہیں تھی کوئی اسے اٹھاتا کوئی اسے بلاتا۔ پھر وہ کسی احساس کے تحت اٹھ کر باہر بھاگتے ہوئے باہر نکل آئی۔ اب وہ ارسل ڈھونڈ رہی تھی۔ آتی جاتی گاڑیاں دیکھ رہی تھی۔ پر وہ کہیں نہیں تھا اسے کہیں نہیں ہونا تھا وہ جا چکا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پر فجر کے لیے یہ سب کسی برے خواب کی مانند تھا جیسے وہ ابھی نیند سے جاگ اٹھے گی۔ وہ خود کو تھپڑ مار رہی تھی وہ خود کو اس برے خواب سے جگانا چاہتی تھی پر یہ خواب نہیں حقیقت تھی اور خوفناک تھی۔۔۔!!

ارسل۔۔۔ ارسل پلیز آجائیں۔۔۔" وہ وہیں کھڑی رہی۔ رستوران کے دروازے کے باہر، اُسکا نمبر ملاتی" رہی پر مطلوبہ نمبر بند جا رہا تھا۔ وہ کھڑی رہی۔ ٹھنڈ سے ٹھٹھر گئی۔ ہونٹ نیلے پڑ گئے۔ گارڈز اسے دیکھ رہے تھے اور اسکی نگاہیں سڑک پر تھیں جیسے ابھی اسکی گاڑی آکر رکے گی اور وہ کہے گا۔

"دیکھو فجر میں آگیا۔ میں مزاق کر رہا تھا۔ ایم سوری۔۔"

اور وہ اُسے فوراً معاف کر دے گی۔ وہ اس سے پہلی بار لپٹ جائے گی وہ اُسکو اور اسکی خوشبو کو قید کر لے گی وہ اسے کہیں نہیں جانے دے گی۔ پر وہ نہیں آیا۔ وہ واپس آنے کے لیے نہیں گیا تھا۔ رات کے دس بجے اور

پھر گیارہ۔۔۔وہ کھڑے کھڑے اکڑ گئی۔ آنکھوں میں آنسوں جم رہے تھے پر وہ رو نہیں رہی تھی۔ وہ انتظار کر رہی تھی۔ اسے یقین تھا وہ آجائے گا وہ رات کے اس پہر اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا پر وہ نہیں آیا۔

"کیا آپ کسی کا انتظار کر رہی ہیں۔۔؟؟" گارڈ بالآخر قریب آتے بولا۔ فجر نے چونک کر اسے دیکھا۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پر وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔ الفاظ گلے میں اٹک گئے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ آنکھیں لبالب بھر گئیں۔ اس نے بنا کوئی جواب پھر سے ارسل کا نمبر ملایا جو ابھی بھی بند جا رہا تھا۔ وہ اسے میسجز کر رہی تھی پر شاید اس کا واٹس اپ بھی بند تھا۔

"کیا وہ واقعی اسے چھوڑ گیا تھا؟؟" مشکل کا بہت مشکل تھا یہ قبول کرنا۔ پھر وہ بنا کچھ بولے ایک جانب چل پڑی۔ گھر میں اماں ابا کے پاس فون نہیں تھا کوئی اسے پوچھنے والا نہیں تھا۔ چمچماتی روشنیوں میں رہنا اسے راس نہیں آیا۔ وہ اب فٹ پاتھ کنارے چل رہی تھی۔ دماغ کچھ سوچنے کے قابل ہوا تو الفاظ گڈمڈ ہونے لگے۔

"فجر باہر جاتے وقت دوپٹہ سر پر اوڑھا کر۔ عورت کی عزت اسی میں ہے۔" اماں کی آواز ابھری۔

"اوڑھتی ہو اماں بس کبھی کبھی اتر جاتا ہے اور ارسل کو کوئی مسئلہ نہیں ہے میرے دوپٹہ سر پر نہ اوڑھنے سے۔ ویسے بھی وہ لوگ بہت اوپن مائنڈڈ ہیں انہیں ویسے بھی یہ سب نہیں پسند ہو گا۔۔۔"

اسے اپنی آواز دور کھائی سے آتی سنائی دی۔

"انہیں شرعی پردہ کرنے والی بہو چاہیے۔۔"

دل کٹ کر سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ اور ہر ٹکڑا تڑپ رہا تھا۔

ایک بات تو بتائیں ارسل۔۔۔" اب وہ رستوران میں بیٹھی اس سے پوچھ رہی تھی۔"اگر آپکے پیرنٹس نہ مانے تو آپ کیا کریں گے ؟؟مجھے چنیں گے یا نہیں۔۔؟"

"وہ مان جائیں گے میں انہیں منالوں گا۔۔"

پر اس نے فجر کی بات کا جواب نہیں دیا تھا اور فجر آج احساس ہو گیا تھا کہ اسے اپنے پیرنٹس کو ہی چننا تھا اس لیے وہ اسکی ایسی باتیں ٹال دیتا تھا۔

ہارن کی تیز چنگارتی آواز سنائی دی اور ایک گاڑی شوں کی آواز سے اسکے قریب سے گزری۔ وہ گاڑی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر چاروں جانب دیکھنا چاہا۔ گہری دھند میں اسے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ حواسوں میں لوٹ آئی تھی اور اب سمجھ نہیں آیا کہ کہاں کھڑی تھی۔ اسے کچھ محسوس نہ ہوا نہ خوف نہ درد۔۔ وہ بس کھڑی رہی پھر فون نکال کر لوکیشن دیکھی تو گھر کے قریب ہی تھی۔ جانے وہ کب سے چل رہی تھی۔ رات کے اس پہر باہر اکیلے نکلتے جہاں عام لڑکیوں کی روح کانپ جائے وہیں فجر معراج اکیلی رہ گئی تھی۔ سامنے ہی مین سڑک تھی۔ وہ چلتے ہوئے وہاں تک آئی اور پھر ایک آٹو میں بیٹھ گئی۔ گھر کا پتہ اس نے سمجھا دیا تھا۔ آٹو والا موٹی چادر لپیٹے اب اس کے دیے گئے پتے کی جانب چل پڑا تھا۔

✿…✿…✿…✿

اماں موٹی چادر اوڑھے بے چینی سے صحن میں ٹہل رہی تھی۔ وہ سردی سے ٹھٹھر چکی تھی لیکن پریشانی تھی کیونکہ فجر ابھی تک گھر نہیں آئی تھی اتنا لیٹ تو وہ آج تک نہیں ہوئی تھی۔ چاروں اور کہرا تھا اور سوکھی ٹھنڈ پڑ رہی تھی۔

"یا اللہ اس لڑکی کو عقل دے۔۔" وہ اسکی عقل پر ماتم کرتے بولی اور تبھی دروازہ کھٹکا۔ اماں تیزی سے دروازت کی اور بڑھی اور پٹ سے دروازہ کھولا۔ سامنے ہی وہ کھڑی تھی۔ لٹھے جیسا سفید چہرہ لیے۔ وہ کسی روبوٹ کی مانند کھڑی رہی۔

"یہ کوئی وقت ہے گھر سے باہر رہنے کا۔" اماں نے بازو سے پکڑ کر اسے اندر کھینچا۔ آج اس کی چال میں آج اس کے وجود میں وہ غرور وہ مان نہیں تھا جو تب ہوتا تھا جب جب وہ ارسل سے مل کر آتی تھی۔

فجر نے ایک نظر اماں کو دیکھا۔ خالی خالی سی نظر۔ اسکی ساری بددعائیں قبول ہوچکی تھیں۔ وہ بنا کچھ کہے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اماں کی بھنویں سکڑ گئیں وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ آخر اُسے ہوا کیا تھا؟؟

وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی کمرے تک آئی۔

"کیا ہوا؟؟ یہ مُردے جیسی شکل کیوں بنا رکھی ہے؟؟"

اماں نے لہجے اور آواز کو سخت ہی رکھا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ بیگ میز پر پھینک کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"بول فجر کیا ہوا ہے؟؟" کمرے کی دھیمی روشنی میں بیٹھی فجر اماں کو وہ فجر نہیں لگی۔

"تیری بددعائیں قبول ہو گئی اماں۔ ارسل نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔" اماں کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ چہرے کے تاثرات نرم ہوئے جبکہ دل پر منوں بوجھ آگرا پر اگلے ہی پل اماں کے چہرے پر مسکراہٹ اُبھری۔۔۔ طنزیہ مسکراہٹ۔

"چل اچھا ہوا۔ سو جا اب۔ کل بلقیس کو بلاتی ہوں۔۔"

ان کے لہجے میں ذرا سا بھی تاسف نہیں تھا۔ وہ ذرا بھی افسردہ نہیں تھی۔ انکی اکلوتی بیٹی کا دل اجڑ گیا تھا پر اماں کو کچھ محسوس نہ ہوا۔ وہ دروازے میں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ فجر یونہی بیٹھی رہی۔

بلقیس اماں کے دور دراز کی رشتہ دار تھی جانے کس گاؤں میں رہتی تھی۔ اُسکا بیٹا کیا کرتا تھا وہ کچھ نہیں جانتی تھی نہ کبھی پوچھا تھا اور نہ دلچسپی تھی۔

اماں اُسکے جواب کی توقع کر رہی تھی پر وہ کچھ نہ بولی۔ خاموش رہی اور اِس خاموشی سے اماں کو ڈر محسوس ہوا۔ فجر خاموش رہنے والوں میں سے نہیں تھی وہ تو حشر نشر کر دیتی تھی۔ اماں کی ہر بات کا تڑخ جواب دیتی تھی۔ آج اُسے کیا ہوا تھا؟؟ اماں نے اُچنبھے سے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"اب کیا بیٹھے بیٹھے پتھر ہونا ہے؟ سوجا چپ کر کے تیرے نصیب ہی ایسے ہیں۔۔" اماں کے لفظوں نے زخمی سینے کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ اس نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پیالے کی شکل میں جوڑ کر ہاتھ کی لکیروں کو دیکھا۔

"کیا اُن میں ارسل نہیں تھا؟؟ کیا وہ اُسکا نصیب نہیں تھا؟؟ کیا وہ بلقیس کے لڑکے کے لیے بنی تھی۔۔؟؟"

دل کرلایا تو آنکھوں میں آنسوں ابھر آئے۔

"تیرے ہاتھ خالی ہیں۔ ان میں کچھ نہیں ہے۔ کچھ تلاش نہ کر۔۔۔ سو جا" اماں نے ایک اور وار کیا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ وہ چہرہ ہاتھوں پر گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کیا کسی نے کسی کو یوں بھی چھوڑا ہو گا؟؟

کیا کسی نے کسی کو یوں بھی جھٹکا ہو گا؟؟

کیا اسکی ساری وفاؤں کا صلہ یہ تھا؟؟؟

"ارسل۔۔۔۔" وہ تڑپ اٹھی۔

"ارسل واپس آجائیں۔۔۔" وہ بیٹھے بیٹھے بستر پر گر گئی۔ گھٹنے سینے سے لگائے وہ کسی گھڑی کی طرح گول مول سی پڑی سسک رہی تھی۔ وہ شخص اس کی روح نکال کر لے گیا تھا اور تکلیف جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

بیوٹی ان پرپل اس وقت تڑپ رہی تھی سسک رہی تھی۔

دنیا میں روزانہ ناجانے کتنے دل ٹوٹتے تھے، کتنے بریک اپس ہوتے تھے، کتنے رشتے ٹوٹتے تھے۔ کتنے پیارے بچھڑ جاتے تھے، مر جاتے تھے۔ سب کو تکلیف ہوتی ہو گی لیکن فجر کو لگتا تھا ساری تکلیفیں ملا کر اُسے دے دی گئی تھیں۔ درد حد سے سواء تھا اور ہمدرد کوئی نہ تھا۔

اماں بھرے دل کے ساتھ اپنے بستر میں آکر لیٹ گئی۔

"توجیت گئی فجر کی ماں دیکھ فجر ہار گئی۔۔۔" ابا کی آواز گونجی۔

"مجھے اُسکی خاموشی ڈرا رہی ہے۔۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔ جبکہ ابا نے ہنسنے کی ناکام کوشش کی۔ جسم کو ذرا ساہلانے پر انہیں کھانسی کا دورہ پڑتا تھا۔

"اب جیتنے کی باری میری ہے دیکھنا تو۔۔۔۔" ابا کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ عجیب سی سفاکیت۔ آج منار بھی نہیں آئی تھی آج اسکی بھی ہار ہوئی تھی۔ اماں نے گھبرا کر ابا کو دیکھا پر کہا کچھ نہیں۔ آنے والے کل سے وہ ناواقف تھی۔

✿…✿…✿…✿

اگلے دن صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔ وہ فجر کی نماز کے لیے نہیں اٹھی۔ اماں دروازہ بجا بجا کر چلی گئی لیکن وہ نہ اٹھی۔ صبح آٹھ بجے آسمان سیاہ گہرے بادلوں سے ڈھک گیا۔ ٹھنڈی ہوا ہڈیوں میں گھسی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے دور کہیں بارش برس رہی ہو اور یہاں برسنے کو تیار ہو۔

"فجر اٹھ جا یونیورسٹی نہیں جانا تو نے؟؟" اماں آوازیں دے رہی تھی۔ انکے لیے سب کچھ نارمل تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"فجر۔۔۔نو بج گئے ہیں۔" اماں کی کوفت زدہ آواز ابھری۔

اور پھر کھٹاک سے کمرے کا دروازہ کھلا۔ فجر باہر نکلی۔ سوجھی آنکھیں، ستا ہوا چہرہ، وہ ساری رات سوئی نہیں تھی اور اس وقت سفید کدھر کا موٹا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سر پر سفید سکارف تھا اور سیاہ موٹی شال کندھوں پر تھی۔

اسکا چہرہ سپاٹ اور تاثرات سے عاری تھا۔ یقیناً وہ یونیورسٹی جانے کے لیے تیار تھی۔ پر سفید سوٹ پہن کر؟؟

وہ تو ہمیشہ سفید کے ساتھ کمبینشن میں پہنتی تھی۔

"کدھر جا رہی ہو صبح صبح؟؟" اماں نے اچنبھے سے پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی۔ بیگ کندھے سے لٹکائے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔ یقیناً یونیورسٹی جا رہی تھی۔

یونیورسٹی سے سیدھا گھر آنا بلقیس نے آنا ہے آج۔۔" گھر کا دروازہ پار کرتے اماں کی آواز سنی اور وہ پھر وہ دہلیز پار کر گئی۔ یہ سفید سوٹ اس نے ایسے ہی نہیں پہنا تھا۔ اپنی محبت کو ایک آخری موقع دینا تھا۔ وہ ارسل کے آفس جا رہی تھی۔

آٹو میں بیٹھے اُس نے شال کو اچھے سے خود کے گرد لپیٹا۔ ارسل کا ہونا کتنا محفوظ احساس دلاتا تھا اور اب وہ اکیلی تھی۔ یوں لگا جیسے پوری دنیا میں وہ غیر محفوظ رہ گئی ہو۔ آنکھوں میں نمی ابھری اور جلن بڑھ گئی۔

اس نے ساری رات سوچتے گزاری تھی۔ اس نے سوچا تھا وہ پہلے اسکے آفس جائے گی اسے منانے کی کوشش کرے گی۔ وہ اسکے لیے سب کچھ کرے گی۔ وہ شرعی پردہ کرلے گی وہ فیشن ڈیزائننگ چھوڑ دے گی۔ اور اگر وہ نہ مانا۔۔۔؟؟

پھر وہ کسی گاڑی کے نیچے آکر مر جائے گی کیونکہ وہ جی نہیں سکتی تھی۔ اپنی محبت ہار کر، اماں سے ہار کر تو بالکل نہیں۔ اسی لیے وہ سفید سوٹ پہن آئی تھی۔ کیا پتا کفن ملتا بھی یا نہیں۔۔۔!! اس وقت وہ سفاک تھی خود کے لیے اپنی جان کے لیے۔

وہ کبھی ارسل کے آفس نہیں گئی تھی۔ اس نے باہر سے بھی نہیں دیکھا تھا اور رات اس نے انٹرنیٹ سے اسکے آفس کی لوکیشن نکالی تھی۔ گردیزی ٹیکسٹائل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے گردن پیچھے جھکا کر شیشوں والی اونچی عمارت کو دیکھا۔ شان و شوکت سے کھڑی گردیزی ٹیکسٹائل!

ایک گہرا سانس لیا پھر اپنا بیگ سنبھالتے اندر چلی گئی۔ صبح کے دس بج چکے تھے۔ یقیناً وہ آفس ہی ہو گا۔ اس نے موبائل نکالا اور اسکا نمبر ملایا پھر نمبر بند جا رہا تھا۔ اندر ریسیپشن پر پہنچنے کے بعد اس نے ارسل کا پوچھا۔

"آپکا تعارف؟؟" ریسیپشن پر بیٹھی خوبصورت سی لڑکی نے پوچھا۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

"میں فجر ہوں فجر معراج۔ آپ پلیز انہیں بتائیں وہ خود آ جائیں گے۔۔" محبت یقیناً انسان کے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر دیتی ہے ورنہ رات والے واقعے کے بعد وہ کبھی پلٹ کر اسے نہ دیکھتی۔

"اوکے میم! ویٹ کیجیے پلیز۔۔۔" وہ اب کریڈل اٹھائے مطلوبہ ایکسٹینشن ڈائل کر رہی تھی جبکہ فجر چمچماتی دیواروں اور فرش کو دیکھتے ہوئے اب تھوک نگل رہی تھی نگاہیں چاروں جانب ہی اسے ڈھونڈ رہی تھیں۔

کاش وہ کہیں سے آ جائے۔ کاش وہ نظر آ جائے۔

"جی سر۔۔۔ اوکے سر۔۔" دوسری جانب سے کچھ کہا گیا۔ لڑکی نے کریڈل واپس رکھ دیا۔

"سوری میم لیکن ارسل سر آپ کو نہیں جانتے آپ جا سکتی ہیں۔۔" فجر کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

وہ اسے نہیں جانتا تھا؟؟ وہ جس نے ساتھ جینے کے کتنے خواب دیکھے تھے وہ اس سے انکاری تھا؟؟

"وہ مجھے جانتے ہیں۔۔۔" وہ اب فون پر اس کا نمبر ملا رہی تھی جو ابھی بھی بند تھا۔

"آپ پلیز میری ایک بار بات کروا دیں مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔" اس نے ریسیپشنٹ کی منت کی پر اسے بھی حکم ملا گیا تھا۔ اسے اپنی جاب پیاری تھی۔

"پلیز میری ایک بار بات کروا دیں۔۔" وہ رو دینے کو تھی۔ سوکھے ہونٹ اور سوجھی آنکھیں لیے یہ دو دن پہلے والی فجر معراج نہیں لگ رہی تھی۔ بیوٹی ان ریڈ والی فجر معراج!

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟" ایک سخت سی آواز اسے عقب سے سنائی دی۔ برہان گردیزی ابھی ابھی آفس میں داخل ہوئے اور فجر کو دیکھ چکے تھے۔ فجر نے جھٹکے سے پلٹ کر انہیں دیکھا۔

"انکل میری بات سنیں۔۔۔" وہ بے تاب سی انکی جانب بڑھی۔

"وہیں رک جاؤ لڑکی۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر اسے روکا گیا۔ ان کے دائیں بائیں انکے دو ملازم کھڑے تھے۔

اسے اندر کس نے آنے دیا؟؟" وہ اب گارڈز پر برس رہے تھے۔"

انکل مجھے ضروری بات کرنی ہے۔۔" اس نے سرخ متورم آنکھوں سے منت کی۔"

نکالو اسے یہاں سے باہر اور مجھے دوبارہ نظر نہ آئے۔۔" وہ نخوت سے کہتے آگے بڑھ گئے جبکہ گارڈز کے" بھاری بوٹوں کی آواز ابھری۔ وہ فجر کی جانب بڑھے اب وہ اسکا راستہ روکے کھڑے سے۔ اسے باہر جانے کا کہہ رہے تھے۔

انکل پلیز! میری بہن کی غلطی کی سزا مجھے مت دیں۔۔" وہ انکی جانب لپکی۔"

انسان مرنے سے پہلے اپنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے وہ پوری کوشش کرتا ہے کسی طرح بچ جائے وہ اپنا پورا زور لگاتا ہے اور فجر یہی کرنے آئی تھی۔ اسے موت اتنی جلدی قبول نہیں تھی۔

وہ ان تک پہنچنے کے لیے مچل رہی تھی۔ لیکن گارڈز نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا اور فجر ساکت ہوئی۔ گارڈز اب اسے باہر لے جا رہے تھے۔

!!ایسی ذلت ایسی سبکی۔۔۔۔کاش وہ مر جاتی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے، ہاتھ مت لگاؤ۔۔" وہ خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگی اور تبھی اس کی نظر اٹھی۔"

بالائی منظر پر گول ریلینگ کے پار ایسکلیٹر کے قریب ارسل کھڑا تھا جو اس کا سب کچھ تھا۔ وہ خاموشی سے تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ جو فجر کے کسی اور کو دیکھنے پر ہنگامہ کھڑا کر دیتا تھا آج وہ فجر کو گارڈز کے ہاتھوں ذلیل ہوتے دیکھ کر خاموش کھڑا تھا۔

وہ فجر معراج کی دنیا تھا وہ سب کچھ تھا۔ وہ اس کا بچھڑنا برداشت نہیں کر پا رہی تھی اور پھر ایک لمحہ ہوتا ہے وہ لمحہ جس میں ہماری محبت ہماری ہی نظروں میں گر جاتی ہے۔ اور فجر کے لیے یہ لمحہ وہی تھا۔۔ وہ آنکھوں پر

چشمہ جماتے واپس پلٹ گیا۔ وہ آخری نظر تھی وہ آخری موقع تھا جو وہ شخص گنوا چکا تھا اور فجر کا سر جھک گیا۔ اس کی محبت اس کی اپنی نظروں میں گر گئی۔ گارڈز نے گلاس ڈور کھول کر اسے باہر نکال دیا۔

اور پھر ہر انسان کی زندگی میں ایک لمحہ وہ بھی آتا ہے جب وہ اپنے ہی دل پر قدم رکھ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ ارسل برہان کی زندگی میں یہ لمحہ ایک دن پہلے آچکا تھا اور فجر معراج کی زندگی کا یہ لمحہ اب تھا۔

!وہ لمحہ جو عذاب تھا۔۔!وہ لمحہ جو آغاز تھا۔۔

ایک قدم رکھنا تھا دل پر اور سب آسان ہو جاتا بس وہ ایک قدم اٹھانا تھا۔ وہ پتھر کا بت بنے کھڑی رہی۔ دل جیسے سینے میں بند ہو چکا تھا۔ آنکھیں ضبط سے میچ لیں۔ محبت دل سے اتری تو اس نے دل پر قدم رکھ ہی دیا۔ گردیزی ٹیکسٹائل کی عمارت شان و شوکت سے کھڑی تھی۔ ہوا کے تھپیڑے اس سے ٹکرا کر واپس پلٹ رہے تھے۔ اب وہ گردیزی ٹیکسٹائل کے مخالف قدم بڑھا چکی تھی۔ پہلا قدم ارسل برہان سے دوری کا پہلا قدم۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا اس نے ارسل کو گنوایا تھا پر حقیقت یہ تھی وہ شخص فجر معراج کو گنوا چکا تھا۔ وہ اسے کھو چکا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

✿…✿…✿…✿

بارش یک دم ہی شروع ہوئی اور پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ کندھے پر بیگ جمائے تیز تیز چلتا بس اسٹاپ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ گیلی شاہراہ پر اس وقت گاڑیاں تیزی سے مخالف سمت میں آجا رہی تھیں۔ بس اسٹاپ خالی تھا۔ شہر کا یہ سب سے ڈیویلپڈ ایریا تھا شہر سے تھوڑا باہر جہاں بڑی بڑی عمارتیں کھڑی تھیں اور یہ ایریا ٹیکسٹائل انڈسٹری سے منسوب تھا۔

وہ جیسے ہی بس اسٹاپ پر پہنچا اس نے اپنا بیگ اتار کر بینچ پر رکھا جسکے اوپر لوہے کا شیلٹر بنا تھا اور نیچے مسافر دھوپ، سردی اور بارش کے موسم میں، کھڑے ہو کر بس کا انتظار کرتے تھے۔ شیلٹر کے دونوں جانب کی دیوار شیشے کی بنی تھی تاکہ بارش سے بچا جا سکا۔ مزید سمجھا جائے تو یہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی ٹائپ بنا تھا جسکے آگے پیچھے کی دیوار خالی تھی جبکہ دائیں بائیں شیشے کی دیواریں تھیں۔ دن کے اس وقت بس اسٹاپ پر رش نہیں تھا لوگ اپنے اپنے دفتر وقت پر پہنچ چکے تھے۔ یہ سب سے بہترین موقع تھا۔ اس نے اپنے بیگ سے اسٹیں ند نکالا اور زمین پر جما دیا تین ٹانگوں والا یہ لوہے کا نازک سا دکھنے والا اسٹینڈ کافی مضبوط تھا۔ اِس نے بعد اُس نے کیمرہ نکالا اور اسٹینڈ پر جما دیا اور اسے تھوڑے سے فاصلے پر رکھا۔ ویڈیو ریکارڈنگ شروع ہو چکی تھی۔ اُسکا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ ہاتھ تیزی سے کافی کر رہے تھے اب اپنے بیگ سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی اسپیکر نما گول مشین نکالی۔ یہ اتنی چھوٹی تھی کہ اِسے ہتھیلی میں بند کیا جا سکتا تھا۔ اس مشین کے ساتھ اُس نے ہیڈ فون کی تار اٹیچ کی اور سیاہ کیپ کے اوپر سے ہیڈ فون کو کانوں پر جما لیا۔ وہ اس وقت بھی سیاہ کیپ اوڑھے ہوئے تھا جس سے اُسکا آدھا چہرہ چھپا ہی رہتا تھا۔

بس اسٹاپ کی پچھلی جانب آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑی سی عمارت تھی۔ گردیزی ٹیکسٹائل۔

وہ اپنا سیٹ اپ کر رہا تھا جب ایک لڑکا بھاگتے ہوئے بس اسٹاپ تک پہنچا وہ کچھ دیر اسے کام کرتے دیکھتا رہا اور پھر بس جیسے ہی بس آکر رکی آٹو میٹرک دروازہ کھلا تو وہ اندر چلا گیا۔ بس سے دو لڑکیاں اتریں جنہوں نے چھاتہ پکڑا ہوا تھا وہ کچھ دیر اُسے دیکھتی رہیں اور پھر گردیزی ٹیکسٹائل تک جانے والی چھوٹی سی سڑک کی جانب چل پڑیں۔ شاید انکی آفس ٹائمنگ یہی تھی۔

ہیڈ فون کو کانوں پر سیٹ کرنے کے بعد اُس نے اس مشین کو چھوٹی سی گلاس وال پر جما دیا۔ وہ کسی مقناطیس کی طرح گلاس سے چپک گئی۔ گلاس وال پر پانی تیزی سے بہہ رہا تھا پھر اُس نے مشین پر موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ فاصلے پر رکھا کیمرہ یہ سب ریکارڈ کر رہا تھا جس میں اسکا چہرہ واضح نہیں تھا وہ اپنے چہرے کو سامنے نہیں لاتا تھا۔ وہ اب مشین کے پاس کھڑا تھا چہرہ جھکا ہوا تھا اور گلاس وال پر لگی مشین واضح نظر آ رہی تھی۔ سیٹنگ کرتے اس کے ہاتھ واضح تھے۔ سیاہ بیگی پینٹ پر بھوری اوور سائزڈ گول گلے والی اونی شرٹ پہنے وہ بند آنکھوں کے ساتھ کسی اور دنیا کا باسی لگا۔

جیسے ہی بٹن آن ہوا ٹپ ٹپ کی تیز آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ کوئی عام انسان اُسے دیکھے تو سمجھ ہی نہ پائے آخر وہ کیا کر رہا تھا۔

وہ ایک فیلڈ ریکارڈسٹ تھا۔ وہ قدرتی آوازوں کو ریکارڈ کرتا تھا۔

ہوا کی، بارش کی، پتوں کی، درختوں کی، گلیشیرز کی، پونڈ کی، پول کی، دریا کی، ریت کی، مٹی کی، گھاس کی، آندھی اور طوفان غرض کہ قدرتی طور پر پیدا ہونے والی ہر آواز کو ریکارڈ کرنا اُسکا کام تھا۔ اُس کے پاس مختلف میڈیمز کے لیے مختلف مشینیں اور ڈیوائس تھیں۔ وہ یہ آوازیں ریکارڈ کرتے وقت ویڈیوز بناتا تھا اور اس پل بھی وہ یہی کام کر رہا تھا۔ کئی ثانیے گزر گئے وہ یونہی کھڑا رہا۔

ولیم ہیلپ می۔۔۔!!" تیز جھنجھناتی آواز اُبھری اور اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ جانے وہ کتنی دیر" کھڑا رہا تھا۔ جانے اسکا دماغ کہاں غائب رہا تھا۔ اس نے چاروں جانب نظر دوڑائی کوئی بھی نہیں تھا۔ گاڑیاں شوں کی آواز سے گزر رہی تھیں۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اسٹینڈ پر لگے کیمرہ کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑا جُھکا اور پھر سلو موشن پر سیٹ کر کے اس نے کیمرہ کا رخ بائیں جانب موڑا جہاں سڑک تھی اور گاڑیاں

تیزی سے گزر رہی تھیں۔ بارش پہلے سے ہلکی تھی۔ اب وہ کیمرہ گھما رہا تھا سڑک سے ہوتا کیمرہ واپس گلاس وال پر چپکی مشین تک آیا اور پھر دائیں جانب مڑ گیا۔ بس اسٹاپ کے پیچھے پودے لگے تھے وہ اب زوم کر کے پتوں پر گرتی بارش ریکارڈ کر رہا تھا۔ کیمرہ تھوڑا اور دائیں جانب گھمایا تو پتلی سی سڑک پر، جو بس اسٹاپ کی جانب آ رہی تھی، وہ آتی دکھائی تھی۔ سیاہ شال لپیٹے ٹپ ٹپ گرتی بارش میں وہ غائب دماغی سے چل رہی تھی۔۔۔۔۔

اور کیمرہ وہیں ٹھہر گیا۔ ہاتھ ساکت ہوئے وہ جو کیمرہ کے لینز پر جھکا ہوا تھا وہیں رک گیا۔ گردن کو تھوڑا دائیں جانب گرایا کیمرہ لینز کی بجائے اپنی کتھئی آنکھوں سے اُسے دیکھا۔ سفید رنگ اس کا پسندیدہ رنگ تھا۔۔۔۔

"Beauty in White.."

وہ اس کے سامنے تھی وہ اسی جانب آ رہی تھی۔ سرد آنکھوں کا تاثر نرم پڑ گیا۔ بھنچے ہوئے جبڑے ڈھیلے پڑے۔ وہ انسانوں کی تصویریں نہیں لیتا تھا۔ وہ انہیں ریکارڈ نہیں کرتا تھا لیکن وہ اس کے کیمرہ میں خود بخود آ گئی تھی۔ وہ سیدھا ہوا اور کیمرہ بند کر دیا۔ اسٹینڈ سے اتار کر بینچ پر رکھا اور اسٹینڈ لپیٹ کر بیگ میں رکھنے لگا۔ وہ بس اسٹاپ تک آئی اور غائب دماغی سے کھڑی رہی۔ اس نے پاکستان میں پہلا بریک اپ دیکھا تھا۔ پہلی بار کسی لڑکی کو یوں کسی مرد کے پاؤں پڑتے دیکھا تھا۔

وہ وہیں کھڑی تھی شاید بس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے کپڑے کسی حد تک گیلے ہو چکے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چلنے کے باعث ہونٹ نیلے پڑ گئے جبکہ ناک سرخ۔

ولیم نے ایک نظر فجر کو دیکھا اور پھر اپنی مشین گلاس وال سے اتار لی۔ اس کا کام ختم ہو چکا تھا وہ وہاں سے جا سکتا تھا پر وہ گیا نہیں۔۔۔۔

وہ ملکوں ملکوں گھومتا تھا پر وہ لوگوں سے کم ہی بات کرتا تھا۔ اس وقت بھی اسے سمجھ نہ آیا بات کرنی چاہیے یا نہیں۔

وہ بت بنی اسکے بائیں جانب کھڑی رہی۔

ولیم۔۔۔" اس کے داہنے کان کے قریب کسی نے سرگوشی کی۔ وہ پھر سے آ گئی تھی۔ وہ ہیولا۔۔۔ وہ" ساکت ہوا۔ وہ جانتا تھا وہ اسکے قریب ہی کھڑی تھی۔ سلک کے سفید لہلاتے سلیولیس گاؤن میں، بھورے اڑتے بالوں کے ساتھ، ننگے پاؤں وہ پھر آ گئی تھی۔

'Help her' ولیم ہیلپ ہر۔۔" ایک اور سرگوشی ابھری۔ وہ ہمیشہ "ہیلپ می" کہتی تھی آج اس نے پہلی بار" کہا تھا۔ وہ کسی اور کی مدد کرنے کا کہہ رہی تھی۔ ولیم نے ذرا سی گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ بائیں جانب تھی۔ بیوٹی ان وائٹ عجیب سی نظروں سے دائیں جانب سے آتی تیز رفتار گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ دیکھتی رہی۔ گاڑی قریب آ رہی تھی اور پھر اگلے ہی پل وہ بس اسٹاپ سے نیچے اتری اب وہ اسکا رخ سڑک کی جانب تھا وہ چاہتی تھی گاڑی اسے کچل دے۔ گاڑی مزید قریب آئی۔ ہارن بجنے لگا وہ انتظار کر رہی تھی گاڑی کے اور ر قریب آنے کا۔ مسافروں سے بھری، بڑی تیز رفتار بس، جو اسے کچل کر آگے بڑھ جاتی۔

وہ جانتا تھا اگلے پل وہ کیا کرنے والی تھی۔ اسکی حواس خمسہ بہت تیز تھی۔ وہ جانتا تھا وہ خودکشی کرنے جا رہی تھی۔ وہ جانتا تھا بریک اپ کے بعد اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ سب جانتا تھا پر بت بنا کھڑا رہا۔ وہ اسکی مدد کرنا نہیں چاہتا تھا وہ چاہتا تھا بیوٹی ان وائٹ اس کے سامنے دم توڑ دے پر۔۔۔۔۔

"William Help Her.."

آواز اتنی اونچی تھی کہ ولیم کے وجود کو جھٹکا لگا اگلے ہی پل وہ اچھل کر فجر تک پہنچا اور اس نے اپنی پوری قوت سے اسے واپس کھینچ لیا۔ گاڑی ہارن بجاتی شوں کی آواز سے گزر گئی۔ وہ کسی خواب سے جاگی۔

"Are you Mad..??"

وہ غصے سے چلایا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو تیار۔۔۔ اور ایسی ہی حالت فجر کی تھی۔ وہ تو جیسے اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ اس نے ایک پل کے لیے اپنے مردہ، ٹکڑوں میں بٹے وجود کو خون میں لتھڑے سڑک پر پڑا تصور کیا۔ اور اگلے ہی پل اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اسکے قریب کھڑا تھا۔ شعلے بار آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے۔ وہ جبڑے بھینچے ہوئے تھا۔ اس کی کتھئی آنکھوں میں بے پناہ غصہ تھا اور اگلے ہی پل اس نے جھٹکے سے فجر کو خود سے دور کیا۔

"Do you think it's easy to die?"

"تمہیں کیا لگتا ہے مرنا اتنا آسان ہے۔۔؟؟" وہ اب اپنا بیگ اٹھا رہا تھا۔ اسکی انگلش شستہ تھی۔ فجر اسے بخوبی سمجھ سکتی تھی کیونکہ انگریزوں سے بات کرنا اسکا روزانہ کا کام تھا۔

"Idiot, stupid.."

وہ اب اسے سنا رہا تھا۔ جھنجھلایا ہوا۔

"You Lily_Livered"

وہ جھٹکے سے مڑا اور انگلی اٹھا کر اسے نئے القاب سے نوازہ۔ بس نہیں چل رہا تھا ایک دو بار تھپڑ جڑ دیتا۔ فجر حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ اس نے پہلی بار یہ لفظ سنا تھا اور اس کا مطلب ہوتا ہے بزدل شخص۔ اسکی انگلش اچھی تھی پر vocabulary ابھی اتنی اچھی نہیں ہوئی تھی۔ کوئی اور موقع ہوتا وہ فٹافٹ گوگل سے مطلب دیکھتی اور پھر فون ولیم کے سر میں دے مارتی پر فی الوقت فجر کے جبڑے بھنچ گئے۔ کچھ بولنا چاہتی تھی پر کچھ نہ بولی خاموشی سے قدم بڑھا کر بینچ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ وہ اپنا سامان اٹھائے، بیگ کندھے پر لٹکاتا،

دائیں جانب چل پڑا۔ وہ وہیں بیٹھی رہی۔ نظریں پھر سے خالی ہوگئی۔ دل ایک بار پھر کُرلایا۔ ہاں مرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ بارش بند ہوگئی۔ آنکھیں پھر سے جلنے لگیں۔ اماں کی صبح والی بات یاد آئی۔

بلقیس کے لڑکے سے اماں اُس کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ ہار گئی تھی۔ وہ اماں سے ہار گئی تھی پر یہ ہار قبول نہیں ہورہی تھی۔ ٹھٹھرتی سردی سے وجود کپکپانا شروع ہوا۔ وہ اب بینچ پر بیٹھی کانپنے لگی۔ کیوں بچایا تھا اُس نے؟؟ مر جاتی تو اچھا تھا۔ دل پر قدم رکھ کر آگے بڑھ آئی تھی وہ ارسل کو اپنی زندگی سے نکال چکی تھی پر دل کیوں تڑپ رہا تھا؟؟ اتنی ٹھنڈ میں بھی یہ جلن کم کیوں نہیں ہورہی تھی؟؟

وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا اُس سے دور ہوا۔ دماغ بری طرح گھوم چکا تھا۔ کیا ہوتا اگر وہ اُسے نہ بچاتا؟؟ بیوٹی ان وائٹ مر جاتی۔ وہ جھر جھری لے کر رہ گیا۔

"کیا تم اُسے ایسے ہی چھوڑ دوگے۔۔؟؟" وہ ہیولا اب اُس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ پر ولیم نے نظر اٹھا کر ہیولے کو نہیں دیکھا۔ آج بھی اُس کی وجہ سے اس نے ایک انجان لڑکی کی جان بچائی تھی۔

"اگر اُس نے پھر سے خودکشی کی کوشش کی تو؟؟" اِس بار وہ رک گیا۔ پلٹ کر دیکھا تو فجر وہیں بیٹھی تھی۔

اُس نے ضبط کرتے چہرے پر ہاتھ پھیر کر گہرا سانس فضا میں خارج کیا اور پھر واپس بس اسٹاپ کی جانب قدم بڑھا دیے۔ اگلے چند لمحوں میں وہ اُس سے کچھ فاصلہ رکھے بیٹھا تھا۔

وہ آکر بیٹھ تو گیا تھا پر نہیں جانتا تھا کیا بولے؟؟ بات کہاں سے شروع کرے؟ اُسے دلاسے دینے نہیں آتے تھے۔ وہ کسی کا دکھ نہیں بانٹ سکتا تھا پر اِس پل چاہتا تھا کہ وہ لڑکی جسکا نام تک وہ نہیں جانتا تھا وہ خودکشی کا نہ سوچے۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

"زندگی میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، محبت بھی ہو جاتی ہے اور بچھڑ بھی جاتی ہے پر زندگی رُکتی نہیں۔۔"
وہ خود کو ریلیکس کرتے بولا۔ لہجہ نارمل تھا فجر خاموش بیٹھی رہی۔

"زندگی میں آنے والا ہر شخص آپکا نہیں ہوتا اور کوئی بار بار آپکو بچانے نہیں آتا۔ اپنی زندگی کی قدر کرنا سیکھو۔۔" وہ ہولے ہولے بولتا رہا۔ فجر کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔

"ویسے تمہیں میری بات سمجھ آ رہی ہے نا؟؟ انگلش تو آتی ہے نا تمہیں۔۔؟؟" اس نے گردن کا رخ موڑ کر فجر کو دیکھا۔ اُسکی بات سنتے ہی فجر کی تیوری چڑھی۔ اس نے جھٹکے سے ولیم کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ چبا چبا کر بولی۔

"انگلش آتی ہے مجھے پر آپ کو گیان جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" اسکا لہجہ برٹش تھا۔ ولیم جتنا پرفیکٹ تو نہیں لیکن وہ اُسکی بات سمجھ گیا۔ وہ اب سڑک کنارے بنے چھوٹے سے کھڈے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جس میں بارش کا صاف پانی جمع تھا اور شیلٹر کی چھت سے ٹپکتا پانی قطرہ قطرہ اس میں گر رہا تھا۔ ہر قطرے پر گول گول لہریں ابھرتیں اور کنارے تک آتی مٹ جاتیں۔ ٹپ کی آواز ابھرتی اور خاموشی چھا جاتی۔

"ایک فارنر جس نے تمہاری جان بچائی ہو اُس سے ایسے بات کرتی ہو تم؟؟" وہ ابرو اچکائے پوچھنے لگا۔

"تم جیسے لوگوں سے بات کرنا روز کا کام ہے میرا۔ میں اچھے سے جانتی ہوں فارنرز کو۔۔۔" وہ چاہتی تھی یہ بات جلد ختم ہو تا کہ وہ فارنر اسکی جان چھوڑ دے۔ اسکا ذہن فی الوقت کہیں اور الجھا تھا۔ اماں کی بد دعاؤں نے اس کی محبت چھین لی تھی اب اُسے اماں سے بدلا لینا تھا۔۔۔ پر کیسے؟؟ یہی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"اچھا ایسا کیا کرتی ہو تم؟؟" سوال پہ سوال۔ وہ انگریز پاگل تھا فجر کو تو کم از کم یہی لگا۔ اور انسانوں سے اُکتایا ولیم ایک اجنبی سے یوں بات کر رہا تھا اگر اسکے بہن بھائی دیکھ لیتے تو ضرور بے ہوش ہو جاتے۔

"کال سینٹر میں جاب کرتی ہوں۔۔۔" وہ ہولے سے بولی۔

"اومائے گاڈ۔۔۔" ولیم کو تو جیسے کرنٹ لگا۔

"تو وہ تم لوگ ہو؟؟" وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔ جیسے کوئی معمہ حل ہو گیا ہو۔ گہرا راز ہاتھ لگ گیا ہو۔

"تم لوگ ہو وہ جو ہمارے ساتھ Scam کرتے ہو؟؟" وہ گہرے صدمے سے بولا یوں جیسے یقین کرنا مشکل ہو۔ فجر کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اس کی آنکھیں چھوٹی ہو گئیں وہ اسے گھور رہی تھی اور اگلے ہی پل وہ حلق کے بل چلائی۔

"اور تم لوگ جو پوری دنیا کے ساتھ سالوں سے کرتے آرہے ہو وہ کیا ہے؟؟" ولیم کو لگا کم از کم وہ اپنا بیگ اُسکے سر پر دے مارے گی یا اُسکا سر زمین میں۔۔۔ بے ساختہ اُسکے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا جسے وہ چھپا گیا۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ بے وقوف لڑکی خود کشی کو ذہن سے نکال دے۔ وہ اُسکا ذہن بھٹکا رہا تھا۔

کچھ پل کی خاموشی چھائی وہ نہیں جانتا تھا کیا جواب دے۔ پر اسے وہاں بیٹھنا اچھا لگا۔ وہ جان گیا تھا وہ بیوٹی ان وائٹ بس دیکھنے میں معصوم تھی۔ وہ شاید کسی ایک لیے ہی نرم تھی ورنہ باقیوں کو تو وہ شاید گھاس بھی نہیں ڈالتی ہو گی۔ باقیوں کے لیے یقیناً وہ ڈائن ہو گی۔

"کچھ سال بعد جب تمہاری شادی ہو جائے گی جب تم اپنے ہسبنڈ اور بچوں کے ساتھ ایک اچھی زندگی گزار رہی ہو گی تب تمہیں اس خود کشی کا خیال آئے گا اور تم خود پر ہنس دو گی۔۔۔"

وہ سنجیدہ تھا۔ فجر کا دل پھر سے تڑپ اٹھا۔ شادی کرنی ہوتی تو ارسل ہی کر لیتا اور اب وہ کس پر بھروسہ کرے گی؟؟ کسی پر نہیں کسی بھی مرد پر نہیں۔ پر اماں کا کیا؟؟ اس نے اپنی ضد پوری کر لی تھی اور اب اماں بلقیس کے لڑکے سے اسکی شادی کی ضد لگا کر بیٹھی تھی اور پوری کیے بنا سکون سے نہ بیٹھتی۔ ساری کوششوں کے باوجود ارسل جا چکا تھا۔ آنکھوں میں آنسوں پھر سے بھرنے لگے۔ خود کشی کی کوشش کے باوجود وہ بچ گئی تھی۔ اب باقی کیا بچتا تھا؟؟

اماں سے بدلا۔ بس اب یہی باقی تھا۔ یہ تو طے تھا وہ کسی بلقیس کے لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی تھی ہر گز نہیں۔۔۔ تو پھر ایسا کیا کرتی کہ اماں ویسے ہی ٹوٹ جاتی جیسے وہ ٹوٹی تھی۔ ایسا کیا کرتی کہ اسے کبھی کسی سے شادی نہ کرنی پڑتی؟؟

وہ سوچ رہی تھی اور پھر ایک جھماکہ سا ہوا۔ سنسناتی ہوا نے ماضی کے پنّے تیزی سے پلٹے۔

"اماں مجھے فیشن ڈیزائنر بننا ہے۔ باہر پڑھنے جانا ہے۔ اپنا نام بنانا ہے۔۔"

"ہاں جیسے اورنگزیب کی بیٹی گئی تھی اور پھر وہیں کسی انگریز سے شادی کر لی۔۔۔" اماں کا جملہ سماعت سے ٹکرایا۔ اورنگزیب کون تھا وہ نہیں جانتی تھی پر اُسکی بیٹی سے اماں کو شدید نفرت تھی۔ وہ اکثر اُسکا ذکر برے لفظوں میں کرتی تھی۔

فجر آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ اسے بدلا لینے کی ایک کڑی مل گئی تھی۔

"اپنی زندگی آزادی سے جیو جب تک کوئی اچھا لڑکا تمہیں مل نہیں جاتا پھر اُس سے شادی کر لینا۔۔۔"

اس نے گردن موڑ کر دائیں جانب بیٹھے ولیم کو دیکھا وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

مجھ سے شادی کون کرے گا؟؟" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔ ولیم نے اُسے دیکھا۔ اپنی کتھئی آنکھوں "

سے۔۔۔۔

فجر کا چہرہ روشن تھا۔ بالوں کی چند گیلی لٹیں دونوں جانب چہرے سے چپکی ہوئی تھیں۔ خوبصورت ہونٹ نیلے ہولے سے بڑبڑایا۔ یہ "Breathtaking" پڑ گئے تھے، آنکھیں روشن تھیں اور اسکی ٹھوڑی پر چمکتا وہ تل۔۔۔۔

انگریز تعریف کے معاملے میں ذرا کنجوسی نہیں کرتے۔

دل بلاوجہ ہی گدگدایا اور وہ دل کو گالیاں دیتے چہرے کا رخ موڑ گیا۔

کہہ رہا تھا جسکا نام تک نہیں جانتا تھا۔ breathtaking کوئی بھی کرلے گا۔۔" وہ اُسے "

"Will You??"

اس بار وہ جھٹکے سے مڑا۔ فجر اپنی چمکتی آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی۔

وہ حیرت سے ساکت ہوا۔ کم از کم اُسے اپنی پوری زندگی میں یہ توقع نہیں کی ہوگی کہ کوئی لڑکی اسے یوں پرپوز کرے گی۔

کیا تم مجھ سے شادی کر سکتے ہو؟؟" واضح الفاظ میں پوچھا گیا۔ وہ ناں کہنا چاہتا تھا وہ اٹھ کر بھاگ جانا چاہتا تھا "

وہ اس پر دل کھول کر ہنسنا چاہتا تھا پر۔۔۔۔۔ کئی گڈمڈ جملے اُسکی سماعت سے ٹکرانے لگے۔ ہوا کے تھپیڑوں نے اسے بھی پیچھے دھکیلا۔

بس کچھ وقت کے لیے۔۔" وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ "

"دفع ہو جاؤ یہاں سے کبھی پلٹ کر نہ آنا۔ مجھے تم سے نفرت ہے۔۔۔"

ولیم نے سانس لینے کی کوشش کی۔ دم سینے میں ہی گھٹنے لگا۔

وہ تمہارا ملک تھا جہاں میری بیٹی نے تمہارے باپ سے شادی کرلی تھی ایک عیسائی سے۔ تم یہاں کر کے دکھاؤ کسی مسلمان سے شادی۔۔۔" کتنی تضحیک تھی۔ نفرت ہی نفرت تھی۔

ہارن بجاتی ایک گاڑی گزری اور وہ حال میں لوٹ آیا۔ ابلیس کے پروانے دونوں کی سماعت میں بدلے کی پھونک مار چکے تھے۔

ولیم تم نے کسی مسلمان لڑکی سے شادی کی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔" مختلف لوگ، مختلف آوازیں پر نفرت ایک جیسی تھی۔

وہ دونوں زخمی تھے۔ دونوں اپنے اپنے ماں باپ سے بدلا چاہتے تھے اور بدلے کی اس آگ میں کودنے سے ذرا دریغ نہیں کرنے والے تھے۔ دونوں نے اپنا مطلب دیکھا۔

ہاں میں تم سے شادی کر سکتا ہوں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔" ٹھنڈے لہجے میں کہا گیا۔ فجر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ دونوں اپنی دماغ میں چلتی جنگ لڑ رہے تھے۔

✿…✿…✿…✿

انسان جب اپنی انا پر آتا ہے تو وہ نفع نقصان نہیں دیکھتا بلکہ وہ ہمیشہ نقصان ہی اُٹھاتا ہے، سارے خسارے سمیٹ لیتا ہے، ذرا نہیں پچھتاتا، ذرا نہیں گھبراتا، ذرا نہیں ڈرتا۔

اور اس وقت وہ دونوں اپنی اپنی انا کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے وہ دونوں سارے خسارے سمیٹ لینا چاہتے تھے پر کیا واقعی اُنکے حصے میں صرف خسارے آنے والے تھے؟؟

سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان نے پورے سماں کو سرمئی سا کر دیا تھا۔ ہوا کے ساتھ بارش کی بوچھاڑ وقفے وقفے سے پڑتی اور رک جاتی۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

بس اسٹاپ پر بس اپنے وقت پر کئی بار رکی اور چلی گئی۔ پر وہ دونوں وہیں بیٹھے رہے۔

"مجھے تم سے شادی کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے ہاں پر مسئلہ تمہیں ہو گا۔" ولیم نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

فجر نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔ ہوا چلنے کے باعث اب اُسکے کپڑے سوکھ چکے تھے۔ چہرے سے چپکی وہ بالوں کی چند لٹیں بھی اب اڑا اڑ کر کبھی آنکھوں کو تو کبھی گالوں کو چھو رہی تھیں۔

"مجھے کیا مسئلہ ہو گا؟؟"

"تم مسلم ہو اور میں کرسچن۔ مجھے نہیں لگتا ہم اِس ملک میں مذہبی آزادی کے بنا شادی کر پائیں گے۔۔۔"

فجر خاموش رہی کہہ تو وہ ٹھیک رہا تھا۔ وہ اب سامنے دیکھنے لگی۔ اُسکے بس میں ہوتا تو وہ فوراً یہ شادی کر لیتی۔ اُسے فرق نہیں پڑتا تھا ولیم کون تھا؟ فی الوقت وہ اُس کے لیے ایک ذریعہ تھا۔ ایک ہتھیار اپنوں سے بدلے لینے کے لیے اور بس۔۔۔ اِس سے آگے کچھ بھی نہیں۔

"لیکن اگر تم چاہو تو ایک طریقہ ہے۔۔" وہ اُس کی جانب مڑا۔ کتھئی آنکھیں فجر کی آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔

تمام رنگوں سے واقف ولیم جوزف اس پل سمجھ نہیں پایا کہ فجر کی آنکھوں کا رنگ کیا تھا۔ جیسے سارے رنگ ملا کر کوئی ایک رنگ بنا دیا گیا ہو۔ سارے جذبے ملا کر کوئی ایک تاثر بنا دیا گیا ہو۔ جیسے سارے تارے توڑ کر اُسکی آنکھوں میں بھر دیے گئے ہوں اور جیسے سارا درد دھاں کر دیا گیا ہو جیسے سارے سمندر ان آنکھوں میں جمع ہو گئے ہوں کچھ ایسی ہی اُسکی آنکھیں تھی۔

"میں مسلم ہو جاؤں یا تم کرسچن ہو جاؤ۔۔۔" عام سا جملہ تھا عام سی بات۔ ولیم جوزف نے فجر معراج کی آنکھوں کی پتلیوں کو پھیلتے دیکھا تھا پر وہ سمجھ نہ پایا وہ کیوں پھیلی تھیں۔ حیرت سے یا خوف سے؟؟ وہ

خاموشی رخ پھیر گئی۔ یہ کرنے کی فی الوقت ہمت نہیں تھی۔۔۔یعنی کچھ اور حل نکالنا تھا۔ پھر کچھ خیال آنے پر وہ دوبارہ اُسکی جانب مڑی۔

"کیا تم میرے لیے یہ کر سکتے ہو؟" چہرے پر معصومیت اور آنکھوں میں آس سجا کر پوچھا گیا۔

"کیا۔۔؟؟" ولیم نے کیپ والا سر اونچا کیا۔

"تم میرے لیے مسلمان ہو سکتے ہو؟؟" دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا گیا۔ وہ اُسکی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اچھا کرسچن تھا پر کیا فرق پڑتا تھا اگر وہ ذرا سا ڈرامہ کر لیتا؟؟

اُسے ایک تیر سے دو شکار کرنے تھے اور اِس سے بہتر موقع کیا ہو سکتا تھا۔۔؟؟ وہ کئی ثانیے اسے دیکھتا رہا۔ خاموشی سے اور پھر فون نکالتے بولا۔

"Okay I will..."

کیا شان بے نیازی تھی۔ کیا فراخدلی تھی۔ فجر تو حیران رہ گئی۔ اور پھر اگلے لمحے وہ فون پر کوئی نمبر ملاتا اٹھ کر چلا گیا۔ اب وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔ فجر اُسے دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک کم عمر نوجوان تھا اس سے دو سال ہی بڑا ہو گا۔ بیگی پینٹ اور بھوری اوور سائزڈ اونی گول گلے والی شرٹ پہنے وہ اب ہاتھ اٹھا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اُسکا رنگ انگریزوں جیسا سفید نہیں تھا یعنی حد سے زیادہ سفید جو عجیب لگے۔ اُسکا رنگ صاف تھا صاف شفاف۔

وہ سر پر کیپ اوڑھے رکھتا تھا اور ابھی تک اوڑھ رکھی تھی۔ پاؤں بند جوتوں میں قید تھے۔ وہ لمبا تھا۔ دبلی پتلی جسامت والا لڑکا بنا کسی جم مسلز کے تھا پر وہ کمزور نہیں تھا۔ وہ اسے یونہی دیکھے گئی خالی خالی نظروں سے اور پھر وہ فون بند کرتا واپس اُسکے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

جنید آرہاہے وہ ہماری مدد کرے گا تم ایک بار پھر سوچ لو۔۔" وہ ہولے سے بولا۔ اب کی بار چہرے پر سنجیدگی تھی۔ فجر نے اس سے نظریں ہٹا کر ایک بار پھر روڈ پر گزرتی گاڑیوں پر جمادیں۔

"فجر نے جو سوچ لیا سوچ لیا۔ فجر معراج اپنے فیصلے نہیں بدلا کرتی۔" لہجے میں سختی تھی۔ وہ کچھ نہیں بولا۔

"تو ولیم جوزف شادی کر رہاہے واؤ۔۔" وہ پھر آگئی تھی۔ وہ اُسکے لہراتے سلک کے گاؤن کی آواز سن سکتا تھا وہ اُسکے دائیں جانب کھڑی تھی اور جھک کر اُسکے کان کے قریب سر گوشی کر رہی تھی۔

"تم اتنے کمزور کب سے ہوگئے ولیم کہ بدلے کے لیے ایک لڑکی کو استعمال کرو۔۔؟؟" وہ اسے غصہ دلا رہی تھی۔ ولیم کے جبڑے بھنچ گئے۔

"جاؤ یہاں سے۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا۔ اتنی آہستگی سے کہ پاس بیٹھی فجر نہ سن سکے۔ چہرے کی رنگت بدل گئی۔ نقوش تن سے گئے۔

"تم بزدل ہو ولیم جوزف۔۔" وہ اب ہنستے ہوئے چلی گئی جبکہ ولیم نے بے ساختہ پہلو بدلا۔ آج رات دس بجے اُسکی فلائٹ تھی۔ اُسے واپس جانا تھا اور جانے سے پہلے یہ کام اب ضروری سا لگ رہا تھا۔ شاید یہ اسکی زندگی کا سب سے بڑا ایڈوانچر ہونے والا تھا۔

دونوں خاموش بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں سرگداں تھے۔

آنے والے وقت کا سوچ رہے تھے تبھی وہاں ایک گاڑی آکر مین سڑک سے تھوڑا سائیڈ ہو کر رکی۔ دروازہ کھلا اور جنید باہر نکلا۔ یہ وہی لڑکا تھا جو کل ولیم کے ساتھ رستوران میں بیٹھا تھا۔ وہ گاڑی سے باہر آیا اور پھر فجر کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے دیکھ کر ولیم اٹھ کر اسکی جانب چلا گیا۔

پہلے پہل جنید کو لگا ولیم مزاق کر رہا ہو گا پر اس نے فجر کو ساتھ بیٹھے تو وہ ساکت ہوا۔

ولیم ولی

"کیا تم سچ میں یہ کرنا چاہتے ہو؟؟" جنید اب کن انکھیوں سے فجر کو دیکھتے بولا۔ دونوں سوشل میڈیا پر ہی ملے تھے اور جنید ٹوور گائیڈ کے طور پر ولیم کی مدد کر رہا تھا۔ وہ ولیم سے انسپائرڈ تھا اور اسے اچھا دوست مانتا تھا۔

"ہاں تم بے بتایا تھا تمہارے انکل وکیل ہیں تو تمہاری ہیلپ چاہیے۔۔" وہ آرام سے بولا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے پر تمہیں پتا نہیں ہے وہ لڑکا جو کل اُسکے ساتھ تھا اُسکا تعلق کس خاندان سے ہے۔ میں اُنہیں جانتا ہوا اگر اسے پتا چل گیا تو۔۔؟؟ اگر اُس نے کوئی ہنگامہ کھڑا کیا تو۔۔؟؟" جنید پھنس گیا تھا۔ وہ مدد سے انکار نہیں کر سکتا تھا پر معاملہ ایسا تھا مدد کرنا بھی نہیں چاہتا تھا

اسکی بات سن کر ولیم زیر لب مُسکرایا۔

"میں ولیم ہوں اور میں خود کو جانتا ہوں میں نے ہاں کر دی ہے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔"

جبکہ جنید بار بار گردن موڑ کر بت بنی بیٹھی فجر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ پریشان تھا اور ساتھ ہی ساتھ فجر پر حیران تھا جو اتنا بڑا قدم اٹھا رہی تھی۔ کیا واقعی وہ سنجیدہ تھی؟؟

"اب بتاؤ سب سے پہلا مجھے کیا کرنا ہے؟" ولیم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔ وہ قد میں جنید سے لمبا تھا۔ وہ کیا باتیں کر رہے تھے فجر کو کچھ اندازہ نہیں تھا۔

"برو تمہیں سب سے پہلے مسجد جانا ہے ک مسلمان ہونا ہے پھر آگے کا پروسیجر ہو گا۔۔" وہ جلے کٹے سے لہجے میں بولا۔

"اوکے لیٹس گو۔۔۔" وہ لہراتا فجر کی جانب پلٹ گیا تا کہ اسے بلالائے جبکہ جنید وہیں کھڑا رہا۔ اسے یہ کام کرتے ڈر تو لگ رہا تھا پر وہ ولیم کو انکار نہیں کر سکتا تھا۔ جنید کے بار بار بلانے پر وہ پاکستان کی خوبصورتی دیکھنے آیا تھا پر جنید نہیں جانتا تھا اسے پاکستانی خوبصورتی اتنی بھا جائے گی کہ وہ ایسے ایڈوانچر پر اتر آئے گا۔ اب وہ

فجر کے قریب کھڑا کچھ کہہ رہا تھا اور پھر وہ دونوں جنید کو اپنی طرف آتے دکھائی دیے اور پھر اگلے ہی لمحے فجر پیچھے بیٹھی تھی جبکہ ولیم جنید کے ساتھ آگے بیٹھا تھا اور جنید اب شہر کی سب سے بڑی جامعہ مسجد کی جانب گاڑی لے جا رہا تھا۔

فجر نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا۔۔۔ ارسل کا چمچماتا میسج اسکرین پر دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی کہ اب اسکے بنا موبائل فون بے کار لگ رہا تھا۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی اور آنکھیں پھر سے لبالب بھرنے لگیں۔

نہیں۔۔۔ بس اب اور نہیں۔۔۔" صبح والی تضحیک کیسے بھول سکتی تھی وہ۔ نظریں موبائل سے اٹھا کر گاڑی" کے شیشے سے باہر دیکھا تو بارش ہلکی ہلکی پھر سے شروع ہو چکی تھی۔ گاڑی میں خاموشی چھائی تھی۔ شاید وہ دونوں فجر کی موجودگی میں خاموش تھے۔ گاڑی میں ہیٹر آن تھا اسے گرمائش کا احساس ہوا اور جسم کو سکون ملا تو آنکھیں بند کر کے گاڑی کے شیشے سے سر ٹکا کر آنکھیں موندھ لیں۔

ارسل مسکراتا چہرہ ابھرا اور فجر نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

آخر وہ شخص پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہا تھا؟؟؟

وہ رو دی منہ پر ہاتھ رکھے، سسکیوں کو دباتے، بے آواز، تاکہ آگے بیٹھے وہ دونوں لڑکے اسکا مزاق نہ اڑائیں۔

اور تم انسان کی تکلیف نہیں سمجھ سکتے جو اپنی ہی سسکیاں دباتے بے آواز رو دے۔

جانے کتنی دیر وہ یونہی روتی رہی۔ آگے بیٹھے ولیم اور جنید جان گئے تھے۔ جنید نے ولیم کو اشارہ کیا جبکہ ولیم نے اسے خاموش رہنے کا جواب دیا وہ چاہتا تھا فجر رو لے۔ اسی لیے اسے رونے دیا۔ آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ

کے بعد وہ لوگ اب ایک مسجد کے سامنے کھڑے تھے۔ سفید میناروں والی خوبصورت بڑی سی مسجد۔ اسکا گنبد سبز تھا۔ مرکزی شاہراہ پر بنی یہ مسجد کافی بڑی تھی۔ عید نماز کے موقع پر سارا شہر یہیں اکٹھا ہوتا تھا۔
گاڑی جھٹکے سے رک گئی اور فجر جیسے ہوش میں آئی۔
فٹافٹ آنکھیں صاف کرتی سیدھی ہو بیٹھی۔ ولیم نے ایک نظر باہر دیکھا۔ آسمان اور بھی سیاہ بادلوں سے ڈھک چکا تھا اور ٹھنڈی ہوا مزید تیز ہوئی۔ پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے بیگ کی زپ اوپن کی اور اندر سے اپنی سیاہ جیکٹ نکالی۔
"تم یہ پہن لو باہر کافی ٹھنڈ ہے۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر جیکٹ فجر کی جانب کی۔ وہ اسے منع کر دینا چاہتی تھی پھر کچھ سوچتے ہوئے جیکٹ تھام لی جبکہ جنید انہیں وہیں انتظار کرنے کا کہہ کر گاڑی سے باہر نکل گیا۔
اسے اپنے انکل سے بات کرنی تھی۔ فجر کی طرف سے کوئی نہیں تھا۔ کوئی اسکا ولی نہیں تھا اور ایسے میں کورٹ میرج بیسٹ آپشن تھا۔ وہ اسی سلسلے میں بات کرنے گیا تھا اور آج کی آج یہ کام لازمی تھا۔ گاڑی میں خاموشی چھاگئی۔ ولیم کے چہرے پر اب پہلے والا جوش نہیں تھا فجر کی حالت اسے الجھن میں ڈال رہی تھی۔
کیا وہ لڑکی اپنے ساتھ ٹھیک کر رہی تھی؟؟
کیا وہ اسکے ساتھ ٹھیک کر رہا تھا؟؟
کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ٹھیک رہے تھے؟؟ وسوسے سر ابھارنے لگے تو اسکی انا نے سب کو کچل دیا۔
اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مسجد کے اسپیکر سے آواز ابھری۔
"اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔"

ظہر کی اذان تھی۔ ولیم ساکت ہوا۔ اُس نے پلٹ کر فجر کو دیکھا جو بے اختیار ہی موؤذن کے پیچھے زیر لب اذان کے الفاظ دہرانے لگی تھی اور ایسا کرنا ہمارے خون میں شامل ہے اس سے ولیم ناواقف تھا۔ دماغ جہاں بھی ہو، دھیان کہیں بھی ہو، انسان کوئی بھی کام کر رہا ہو لیکن اذان کی آواز کے ساتھ زیر لب دہرانا جیسے فطرت میں شامل تھا۔

اذان مکمل ہوگئی۔ ولیم یونہی بیٹھا رہا ساکت سا۔ جنید واپس آیا وہ اب فجر کو وہیں انتظار کرنے کا کہہ کر ولیم کو اپنے ساتھ مسجد کے اندر لے گیا۔

جیسے ہی وہ مسجد کے بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو سکون سا اندر اترنے لگا۔ بائیں جانب ڈھیر سارے غسل خانے تھے جبکہ دائیں جانب نل لگے تھے۔ جنید خود تذبذ کا شکار تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا ایسی صورتحال میں کیا کیا جاتا تھا۔

سامنے ہی کھلا بڑا سا سرخ ٹائیلوں والا صحن اور دائیں جانب دیوار کے ساتھ ایک جانب پودے لگے تھے۔ مسجد کافی رقبے پر پھیلی تھی اور اسکے مینار جس شان و شوکت سے کھڑے تھے ولیم مرعوب نظر آیا۔ کچھ دیر بعد لوگ مسجد میں داخل ہوتے دکھائی دیے۔ سب نمازی تھے۔ نماز پڑھنے آئے تھے۔ سردیوں میں یوں بھی دن ذرا چھوٹے ہوتے ہیں تو وقت کم ہی ہوتا ہے۔

وہ سب قطار میں لگے نل پر بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ پانی گرم آرہا تھا۔ مسجد کا گیزر آن تھا۔ ولیم نے دیکھا بوڑھے بزرگوں کو، مردوں اور کم عمر لڑکوں کر دلجمعی سے وضو کرتے وہ سب ایک ساتھ بیٹھے ایک جیسا طریقہ اپنائے ہوئے تھے۔ یہ سب ویسا ہی تھا جیسے وہ ہر سنڈے چرچ جاتا تھا باقاعدگی سے۔ دل سے۔۔۔ وہ خدا کا پیروکار تھا۔ لیکن یہاں کچھ الگ محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کسی ٹرانس کے زیر اثر سب دیکھ رہا تھا۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

"تم یہیں رکو میں امام صاحب سے بات کر کے آتا ہوں۔۔" جنید اسے وہیں چھوڑ کر جوتے اتارتے صحن کی جانب بڑھا جس کے دوسرے حصے پر مسجد کا اندرونی حصہ تھا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ واپس پلٹ آیا۔ اس نے اپنی جیکٹ اتاری اور ولیم کو تھما دی۔

"تمہاری وجہ سے اب مجھے نماز پڑھنی پڑے گی۔۔" وہ بے زار سا کہتا وضو کرنے نل کی جانب بڑھا اور پھر کچھ دیر وہ وضو کر کے اٹھا اس نے اونچی آواز میں دعا پڑھی۔ وہ عربی میں پڑھ رہا تھا ولیم سمجھ نہیں پایا لیکن وہ غور سے ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ وہ دعا پڑھتا اسکی جانب آیا۔ وہ اب فولڈ کیے کف سیدھے کر رہا تھا۔

"تم روز نہیں کرتے عبادت؟؟" ولیم کی حیرت سے پوچھا۔ اسکی کنتھئی آنکھوں میں الجھن واضح تھی۔

"نہیں۔۔۔ اتنا وقت کس کے پاس ہوتا ہے؟؟" وہ اب اپنی جیکٹ پہن رہا تھا۔ چہرے پر پانی کے قطرے چمک رہے تھے۔

"لاسٹ ٹائم کب کی تھی؟؟"

جنید ٹھٹھک کر رکا۔

"شاید عید پر۔۔۔" گہری خفت نے آگھیرا۔

"پھر تمہیں یہ سب کیسے یاد رہتا ہے؟؟" ولیم نے اچنبھے سے پوچھا۔

"یہ سب اسٹپ بائے اسٹیپ جو تم نے اپنی کیا اور تم نے کچھ پڑھا۔۔۔ یہ تمہیں کیسے یاد رہتا ہے؟؟" وہ الجھی آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکی جنید ساکت ہوا۔ یہ تو وہ خود نہیں جانتا تھا۔ اسکے گھر میں سے شاید ہی کوئی شخص روز مسجد جاتا ہو گا وہ خود عید نماز ہی پڑھتا تھا پھر اسے کیسے دعا یاد تھی؟؟ کیسے وہ وضو کا ایک بھی

اسٹیپ نہیں بھولا تھا۔ کیسے اس نے وضو کے بعد بے ساختہ آسمان کو دیکھا تھا۔ کیسے اسکے لبوں نے اشھد ان کہا تھا۔۔۔ یہ گواہی تو بے ساختہ تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"میں نہیں جانتا شاید یہ سب ہمارے اندر رہے ہمیشہ سے ایسے ہی۔۔۔" وہ اب اپنی جیکٹ پہن رہا تھا۔

ولیم کو حیرت ہوئی۔

"کیا مطلب؟؟ میرے اندر کیوں نہیں کے۔۔؟؟" وہ الجھ چکا تھا۔

"تم یہ سب امام سے پوچھنا۔ اب آؤ جماعت کھڑی ہو چکی ہو گی۔۔۔" وہ کہتا تیزی سے اندرونی حصے کی جانب بھاگا۔ اسکے قدموں میں تیزی تھی۔

وہ تو نماز نہیں پڑھتا تھا پھر یہ تیزی کس لیے؟؟ نماز چھوٹ جاتی جماعت چھوٹ جاتی تو کیا ہو جاتا۔۔؟؟

وہ کیا چیز تھی جو اسے الجھا رہی تھی ولیم خود بھی نہیں سمجھ پایا۔ جیسے ہی وہ اندر پہنچے قطاریں کھڑی ہو چکی تھیں۔ جیند جلدی جلدی سب سے آخری قطار میں کھڑا ہو گیا۔ جبکہ ولیم ایک جانب۔ اس نے بیگ سے کیمرہ نکالا وہ پہلی بار انسانوں کو ریکارڈ کر رہا تھا۔ لوگ ابھی تک آرہے تھے اور کھڑے ہوتے جا رہے تھے۔ یہ حصہ کافی پر سکون تھا۔ ولیم نے دیکھا وہ سب ایک ساتھ جھک رہے تھے پھر ایک ساتھ کھڑے ہوئے پھر وہ جھکے اور سجدے میں چلے گئے۔۔۔

ہاں یہ دلچسپ تھا۔ چرچ میں اسے یہ نظارہ دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔

اس نے تھوڑی سی ویڈیو بنائی پھر کیمرہ واپس رکھ دیا وہ اب چل پھر کر چاروں جانب سے مسجد کے اندرونی حصے کو وزٹ کر رہا تھا۔ اونچے اونچے ریکوں میں رکھے قرآن پاک اور دینی کتابیں۔۔۔ نمازی بہت زیادہ نہیں تھے پر جو تھے انہوں نے سماں باندھ دیا تھا۔

نماز پڑھ لی گئی۔ دعا ہو گئی۔ لوگ واپسی کے لیے پلٹ گئے اور کچھ قرآن پاک کو نوں کھدروں میں بیٹھ گئے۔ آج کے دور میں اللہ والے کم تھے پر جو تھے وہ اللہ والے ہی تھے انہیں اللہ سے کوئی دور نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے دیکھا جنید اب ایک سفید کپڑوں والے ادھیڑ عمر آدمی کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے انگلی سے ولیم کی جانب اشارہ کیا۔ وہ آدمی امام مسجد تھا جس نے سفید ٹوپی اوڑھ رکھی تھی ولیم کو دیکھ کر وہ مسکرایا اور پھر وہ دونوں اسکی جانب بڑھے۔ جنید کے چہرے پر اب چمک تھی جبکہ ولیم کا دل بے ساختہ دھڑکا۔ وہ اسی جانب آرہے تھے اور آتے ہی امام نے ولیم کو گلے لگالیا۔ ولیم دھک سے رہ گیا۔ اس بے یہ توقع نہیں کی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کے چوبیس سالوں کو یاد کیا ہوش سنبھالنے سے اب تک اس نے کبھی کسی کو گلے نہیں لگایا تھا۔ وہ یونہی کھڑا رہا ساکت تھا۔ دونوں ہاتھ پہلو میں تھے۔ بیگ کندھے پر۔۔۔ امام مسجد کے وجود سے اسے ایک گرمائش پھوٹتی محسوس ہوئی۔ وہ پودوں کے احساسات تک کو ریکارڈ کرنے والا فی الوقت اپنے احساسات سے انجان تھا۔ امام مسجد ہولے سے اس سے الگ ہو گیا۔ پھر اس نے ولیم کا کندھا تھپتھپایا۔

شاباش۔۔۔" امام مسجد مسکرایا جبکہ ولیم نے آنکھیں پھیلا کر جنید کو یہ دیکھا۔"

یہ سب کیا تھا۔۔؟؟ جبکہ جنید نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیے۔

میں چاہتا ہوں تم سب سے پہلے غسل کر لو۔۔۔" پتا نہیں کیوں امام مسجد کے کندھے خوشی سے پھیلے ہوئے" تھے۔ جنید نے انگلش میں فوراً ترجمہ کیا۔ ولیم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ پھر وہ اسے غسل کا طریقہ کی ویڈیو دکھانے لگا۔

اسکے بعد ولیم نے غسل کیا اور اس نے ہیڈ فون اور کیپ اتار دی تھی۔ اسکے بال گیلے تھے جسے امام نے مسجد نے اپنے کندھے سے سفید کپڑا اتار کر اسے صاف کرنے کو کہا۔

اسکے بعد اسے وضو کروایا گیا جیسے جنید کر رہا تھا۔ وہ خاموشی سے سب کر رہا تھا۔ یہ دلچسپ تجربہ تھا۔

"مجھے مسلمانوں سے نفرت ہے تمہارے سرکل میں دور دور تک کوئی مسلمان نہ ہو۔۔" اسکی سماعت سے باپ کی آواز ٹکرائی۔ لیکن وہ رکا نہیں۔ غسل اور وضو کے بعد وہ اب تینوں دوبادہ مسجد کے اندر بیٹھے تھے۔ گرم پانی سے نہانے کے بعد اب گرم ہال میں بیٹھے ولیم کو ذرا بھی ٹھنڈ محسوس نہ ہوئی۔ البتہ باہر گھپ اندھیرا چھا گیا تھا اور بارش پھر سے برسنے لگی تھی۔

"تم یہ سب اپنے لیے کر رہے ہو یا کسی اور کے لیے۔۔؟؟" امام مسجد نے ولیم سے براہ راست پوچھا۔ جنید کے چہرے کا رنگ اڑا اور اس نے ولیم کو دیکھا جو اسکے ترجمے کا انتظار کر رہا تھا۔ جنید کے پوچھنے پر ولیم نے اسے سچ بتانے کا کہا۔ جسے امام مسجد نے سن کر خاموشی سے سر جھکا لیا۔

"اس لڑکی کو بلالاؤ۔۔۔" کچھ دیر بعد امام مسجد نے سر اٹھاتے جنید سے کہا۔ چہرے پر پہلے والی رمق نہیں تھی لیکن نرمی اب بھی ویسی ہی تھی۔

"میں چاہتا ہوں جس لڑکی سے شادی کرنے کے لیے یہ سب کر رہا ہے وہ اسکی گواہی کے وقت موجود ہو۔۔۔"

"جی امام صاحب۔۔۔" جنید فوراً اور نرم گرم سے قالین پر تیز تیز چلتا ہال کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے وہ دروازے کے قریب رکھی چھتری لینا نہیں بھولا تھا۔ باہر تیزی سے بارش جاری تھی۔ آواز ایسی تھی جیسے ژالہ باری جاری ہو۔ وہ باہر گاڑی تک آیا اور پھر فجر کی جانب آتے تھوڑا جھک کر شیشے کو دو انگلیوں سے بجایا۔ وہ جو سر ٹکائے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی فوراً اٹھی۔ جنید کے اشارہ کرنے پر وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ جنید نے چھتری اسے پکڑا دی۔

امام مسجد آپ کو بلا رہے ہیں۔۔" جنید نے بارش سے بچنے کے لیے سر پر دونوں ہاتھوں کا سایہ کرتے ادب" سے کہا اور فجر ایک ہاتھ میں چھاتہ تھامے جبکہ دوسرے سے سر پر دوپٹہ درست کرتی آگے بڑھی۔ جنید نے گاڑی لاک کی اور وہ دونوں اندر آگئے۔ جنید بارش سے بچتے بھاگتے ہوئے اندر پہنچ گیا تھا جبکہ مسجد کے سرخ صحن میں، شفاف پانی کے درمیان، ننگے پاؤں چلتے، فجر نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسکی زندگی میں ایسا کوئی پل آئے گا۔ کچھ دیر بعد وہ اندر ان تینوں سے ذرا سے فاصلے پر ب۔ ٹھی تھی۔ ولیم کی دی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے ولیم کو دیکھا تو حیرانی ہوئی اسکے سر پر کیپ نہیں تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ اسکی آنکھوں جیسا تھا۔ کتھئی۔۔۔ گہرا۔۔۔ بالکل درخت کی سوکھی لکڑی جیسا۔

اور اسکے بال گھنے تھے جو کچھ پیچھے سیٹ تھے کچھ ماتھے پر گر رہے تھے۔ وہ بیگی پینٹ پر بالوں اور آنکھوں سے ہم رنگ موٹی اونی شرٹ پہنے ہوئے، پالتی مارے بیٹھا تھا۔ بالکل ویسے ہی جیسے جنید بیٹھا تھا۔ چاروں جانب جلتے برقی قمقموں میں اُسکا چہری چمک رہا تھا۔ وہ پہلی بار اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ لمبی گردن، گلے میں ابھرتا Adam Apple اسکی، کسی بھی قسم کی داڑھی سے صاف چہرہ، روشنی پیشانی اور چمکتی آنکھیں۔ اسکی Jawline بہت شارپ تھی۔ ناک اٹھی ہوئی اور ہاں ٹھوڑی میں پڑتا گڑھا اس نے پہلی بار کسی لڑکے کی ٹھوڑی میں زنخداں دیکھا تھا۔ وہ جنید کی کسی بات پر مسکرایا تو بھلا لگا۔

پر جو دل میں رہتے ہیں ان کے آگے سب ہیچ لگتا ہے۔

اب نظریں اسکے ہاتھوں تک آئیں۔ رگیں تھوڑی سی ابھری ہوئیں تھیں۔ لمبی انگلیوں والے صاف ہاتھ جو اسکی اوور سائزڈ شرٹ میں آدھے چھپے ہوئے تھے۔ وہ فجر کو اس وقت کسی بھی قسم کی پریشانی سے آزاد لگا۔

کسی بھی قسم کے دباؤ سے کسی بھی قسم کے منفی اثر سے۔۔۔۔وہ آزاد تھا۔وہ پریشان بھی نہیں تھا۔وہ یہ سب کیوں کر رہا تھا۔۔۔؟؟؟

اور تبھی فجر جی نظر اس کے سینے پر ٹنگی چھوٹی سی مشین پر پڑی۔ولیم نے اس چھوٹی سی ریکارڈنگ مشین کو اپنے بائیں جانب دل کے مقام پر لگا رکھا اور اسکی لمبی تار نیچے پہلو کے قریب رکھی ٹیپ ریکارڈر سے جڑی تھی۔وہ یہ تجربہ پہلی بار خود پر کر رہا تھا وہ اپنے ہی دل کی دھڑکن سننا چاہتا تھا۔وہ اسے ریکارڈ کرنا چاہتا تھا اس سارے تجربے کے دوران۔ہاں وہ عجیب ہی تھا۔

امام نے ایک نظر فجر کو دیکھا۔

میں شروع کرنے لگا ہوں اور آپ کو اس بلایا تا کہ آپکے سامنے سب ہو۔۔" وہ کچھ نہ بولی۔ہال میں " تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لگے پلر میں سے ایک کے ساتھ پشت ٹکائے بیٹھی رہی۔ابا کا خیال آیا دل سکڑ کر پھیلا پر اگلے ہی پل اماں کی بد دعائیں یاد آئیں تو نفرت کی لہر پورے جسم میں پھیل گئی۔

امام مسجد اب بسمہ اللہ پڑھ رہا تھا۔ولیم نے ایک نظر اٹھا کر فجر کو دیکھا۔بیوٹی ان وائٹ اسکی جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔وہ اسکے بھروسے یہاں آئی تھی اور اگلی ہی نظر اس نے پہلو میں رکھے اپنے ہاتھوں پر جما لی۔

"میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔۔۔"

اس نے ولیم کو امام مسجد کے پیچھے اپنے برٹش لہجے میں دہراتے سنا اور تبھی بیگ میں رکھا فون تھرتھرایا۔وہ بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے بیگ سے نکالا تو ارسل لکھا چمک رہا تھا۔ فجر کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ ارسل کے نام کے ساتھ وہ گلابی پھول بھی تھا۔ اس کے ہاتھ کپکپا گئے۔ گھبرا کر چاروں جانب دیکھا کوئی نہیں تھا سامنے ولیم تھا جو شہادہ پڑھ رہا تھا۔۔۔ سب آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔

کیا وہ اسکا فون نظر انداز کر سکتی تھی۔۔۔؟؟ کبھی نہیں۔

کپکپاتے ہاتھوں سے یس کرتے کان سے لگا یا۔

فجر۔۔۔" اور فجر کا دل رک گیا۔ دو دن وہ کتنا تڑپی تھی یہ پکار سننے کے لیے۔ اس پکار پر اسکی دنیا رک جاتی" تھی۔ پتھر ہوا دل دھڑکنے لگا۔ وجود کپکپا اٹھا اور آنکھیں بھیگتے چلی گئیں۔ بارش ابھی بھی جاری تھی۔ لیکن فجر کی ساری سماعت فون کے دوسری جانب سے ابھرتی آواز پر جمی تھی۔

نہیں کر سکتے۔ Unlove کو فوراً Love فجر نے جان لیا تھا ہم کسی بھی

کی وجہ ختم نہ کر دے۔ Love یہ اتنا آسان نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ شخص

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

ایم سوری فجر میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا۔۔" وہ بھرائے لہجے میں بولا۔ فجر نے بے ساختہ ولیم کو دیکھا۔"

امام مسجد نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا وہ جنید کی کسی بات پر مسکرایا۔

میرے پاس ایک آپشن ہے ہم ساتھ رہ سکتے ہیں۔۔۔" وہ جلدی جلدی بول رہا تھا۔"

ہم دونوں کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔ کسی کو نہیں بتائیں گے۔ میں تمہیں خوش رکھوں گا اور بابا کو بھی۔ بس" تم تھوڑا کمپرومائز کر لینا۔۔" وہ پتا نہیں کس کمپرومائز کی بات کر رہا تھا۔ فجر کے الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔

فجر بس ہمیں ہمیشہ کے لیے یہ شادی چھپانی ہو گی۔ میں بابا کو اُنکی پسند سے شادی کر کے خوش کر دوں گا یوں وہ بھی خوش ہم بھی خوش۔۔۔" شاید اسے اپنی ساری کوشش کے باوجود آخری حل یہی ملا تھا۔ فجر کے وجود میں کسی نے نیزے گھسا دیے۔ تکلیف سر سے پاؤں تک گئی۔

"پلیز کچھ تو بولو۔۔۔؟؟" آواز ابھری اور فجر نے ہولے سے فون کاٹ دیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر ولیم کو دیکھنا چاہا پر سب دھندلا گیا۔ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔ وہ رونا چاہتی تھی پر ابھی نہیں۔ پھر اس نے ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑ ڈالیں۔ خوبصورت آنکھوں کا رو رو کر حشر نشر ہو چکا تھا۔

"Come..."

ولیم نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اٹھ کر قریب آنے کا کہا۔ وہ روبوٹ کی طرح اٹھی اور جا کر قریب بیٹھ گئی۔ ارسل نے دل کی تکلیف پھر سے بڑھا دی تھی۔

وہ اسکے ساتھ شادی تو کر سکتا تھا پر اپنا نہیں سکتا تھا۔ وہ ظالم تھا یا کم ظرف؟؟ وہ سمجھ نہیں پائی۔

"بیٹی تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟؟" امام صاحب نے براہ راست پوچھا۔

"نہیں ہیں۔۔۔" ٹھنڈہ ٹھار لہجہ۔ امام مسجد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ کہتے اسکا دل ذرا بھی نہیں کانپا۔

"تو تم دونوں شادی کرنا چاہتے ہو؟؟" ایک اور سوال آیا۔

فجر نے ولیم کا دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ زبان تو سمجھ نہیں آ رہی تھی پر وہ تاثرت سے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم چاہو تو میں نکاح کا اہتمام کروا سکتا ہوں۔۔۔" وہ ہولے سے بولے۔ لڑکی کے گھر والے نہیں تھے وہ اسکے ولی بننے کو تیار تھے۔

"ہم کورٹ میرج کرنا چاہتے ہیں۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔" انہوں نے پھر سے سر ہلایا۔ جنید خاموش بیٹھا رہا وہ امام مسجد کی مصلحت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تو میں کیا آپ لوگوں ایجاب و قبول کروا سکتا ہوں۔۔؟؟" جانے امام صاحب خود کیوں کروانا چاہتے تھے۔ وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے اجازت دے دی۔ امام مسجد نے دوسرے امام کو بلایا جو نوجوان تھا اور امام مسجد کی صحبت میں رہ کر سیکھ رہا تھا۔

جنید اور وہ لڑکا اب دو گواہ موجود تھے۔ امام اب ولیم سے اُسکے نکاح کی بابت پوچھ رہے تھے جبکہ فجر جسمانی طور پر تو وہاں موجود تھی پر ذہن ارسل کی باتوں میں اٹکا تھا۔ اس نے ایک بار پھر گہری چوٹ دی تھی۔ اس نے خاموشی سے ہاں میں سر ہلا دیا۔ امام اب ولیم کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ولیم ولی احمد کیا تمہیں فجر معراج بنت معراج الدین اپنے عقد میں قبول ہے؟؟"

ولیم کو سمجھ نہیں آیا۔ جنید نے ترجمہ کیا پر امام کا لہجہ اور انکا انداز ایسا تھا کہ ولیم پل بھر کو ساکت ہوا۔ اس نے فجر کو دیکھا۔ بال اب پونی میں بندھے ہوئے تھے۔ سفید کپڑوں میں ملبوس فجر اسے زندہ لاش لگی۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی پھر امام کے دوبارہ پوچھنے پر وہ کسی خواب سے جاگی۔

کیا وہ صرف بدلا لینے کے لیے یہ سب کر رہا تھا؟؟؟ فجر نے بھیگی پلکیں اٹھا کر ولیم کو دیکھا سرخ متورم زخمی تھی۔ وہ اُسکی سانسیں Breathtaking آنکھیں، اور ولیم نے اپنے سینے میں دل کو رکتے اور دھڑکتے پایا۔ وہ کنٹرول کر رہی تھی۔

"قبول ہے۔۔۔!!"

اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ولیم نے فجر معراج کو قبول کر لیا تھا۔

✿...✿...✿...✿

بارش جس قدر ٹوٹ کر برسی تھی سب کچھ جل تھل ہو گیا تھا اور اُسکے بعد ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔

وہ تینوں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے اب کورٹ کی طرف جا رہے تھے۔ ولیم کے لیے یہ احساس عجیب تھا جبکہ فجر ابھی تک خود کو ارسل کی باتوں سے نہیں نکال پائی تھی۔

"انکل کہہ رہے تھے آج ہی سارا کام ہونا مشکل ہے اور کافی پیسے لگیں گے۔۔" جنید آہستگی سے بولا۔ وہ فجر کی موجودگی میں ویسے ہی غیر آرام دہ محسوس کر رہا تھا۔

"میں پیسے دوں گا بس کام آج ہو جائے۔" ولیم سامنے دیکھ رہا تھا۔ ناک کی عین سید میں۔ کیونکہ وہ ہیولا اب فجر کے قریب پیچھے بیٹھا تھا۔

"ہاں تمہارے باپ کا پیسہ ہے تم کیوں نہیں دو گے؟؟"

ہیولے نے سرگوشی کی۔ استہزائیہ سرگوشی۔

"یہ میرے پیسے ہیں میرے باپ کے نہیں۔۔" وہ غصے سے پھنکارتا ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا اور پھر ساکت رہ گیا۔ پیچھے کوئی نہیں تھا۔ فجر اکیلی بیٹھی تھی۔ وہ تیزی سے پیچھے بھاگتے نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ ولیم کے اس طرح چلانے پر وہ دونوں چونک گئے۔

"ایم سوری۔۔۔" وہ خفت سے سرخ پڑا اور پھر اپنے ہی چہرے پر بے ساختہ ہاتھ پھیرا۔

"ہاں بھئی پونڈز لیے گھومتا ہے کیوں نہیں دے گا پیسے۔۔" جنید زیرِ لب بڑبڑایا جبکہ ولیم نے سیٹ سے گردن ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

یہ تم کیا کرنے جارہے ہو ولیم؟؟" وہ اب بائیں جانب کے شیشے سے لٹکی تھی۔ کسی بدروح کی طرح۔ جو الٹی" چل لیتی ہے۔ دیواروں پر لٹک جاتی ہے۔ بالکل ویسے ہی بس چہرہ اندر تھا جبکہ سفید سلک کا گاؤن ہوا میں لہراتا پچھلی سائیڈ کے شیشے تک جارہا تھا۔ وہ اگلی جانب کے شیشے سے جھانکتی سرگوشیاں کررہی تھی۔

یہ لڑکی تمہاری موت ہے ولیم۔ وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔۔" وہ عجیب تھی۔ کبھی اُسکے ساتھ تو کبھی" اُسکے خلاف۔ وہ کچھ اور بھی بول رہی تھی جب ولیم نے بیگ سے ہیڈ فون نکال کر کانوں پر جما لیے اور وہ اُسے غصے سے گھورتی غائب ہو گی۔

✿…✿…✿…✿

کورٹ کی ابتدائی کاروائی کافی لمبی تھی۔ فجر کا شناختی کارڈ جبکہ ولیم کا پاسپورٹ لے لیا گیا تھا۔ انکی تصویریں لی گئی تھیں اور فجر سے سب سے پہلے Free Will کا "حلف نامہ" سائن کروایا گیا تھا۔ جس میں چند باتیں واضح تھیں۔

وہ اگر گھر چھوڑ رہی تھی تو اپنی مرضی سے۔

وہ اپنی مرضی سے ولیم سے شادی کررہی تھی۔

کسی نے اسے یہ کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔

اسے اغواء نہیں کیا گیا تھا۔

وہ بالغ تھی اور اپنے فیصلے خود کر سکتی تھی۔

اُس نے اِس پورے سلسلے میں اپنے گھر سے کچھ نہیں لیا تھا کوئی پیسہ کوئی زیور کچھ نہیں۔

ولیم کے مسلمان ہونے کے لیے ایک گواہ چاہیے تھا۔ جنید موجود تھا اُس کے بعد خاموشی سے دونوں نے اپنی طرف کی کاروائی مکمل کی۔ کورٹ میرج نکاح نامہ اردو اور انگلش دونوں میں موجود تھے جسے دونوں نے سائن کیا اور انکے کاغذات کی ایک فائل بنا کر جنید کے انکل نے کورٹ میں پیش کی تھی۔

شام ڈھلی اور پھر رات ہوگئی۔ عدالت کی طرف سے منظوری آئی تو دونوں کا نکاح عدالت میں ہی پڑھایا گیا۔

ایسے کیسز عدالت میں روز آتے تھے۔ یہ انکا روز کا کام تھا البتہ ولیم نے اس سلسلے میں اچھی خاصی رقم دی تھی۔ وہ فارنر تھا اور اُس سے پونڈز بٹورے گئے تھے۔ جب وہ دونوں نکاح نامے کی اپنی اپنی کاپی لے کر باہر نکلے تو رات کے آٹھ بج چکے تھے۔

فجر کے پاس اردو جبکہ ولیم کے پاس انگلش والا نکاح نامہ تھا۔

"مبارک ہو بہت بہت ولیم اب تم شادی شدہ ہو۔۔" جنید نے اُسے گلے لگاتے مبارکباد دی۔ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔ آج ایک ہی دن میں اُسے دوسری بار گلے لگایا گیا تھا۔ جبکہ فجر کا دل اب تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

انسان جذبات میں ہر قدم اٹھالیتا ہے اور جب جذبات کا طوفان گزرتا ہے تب احساس ہوتا ہے کہ وہ کیا کر گزرا ہے۔

لیکن فجر کو پچھتاوہ نہیں تھا۔ اسے پچھتاوہ نہیں تھا کہ اس نے کورٹ میرج کی تھی بس تھوڑا خوف تھا تو ولیم کی طرف سے کہیں وہ اُسکا دعویدار نہ بن جائے۔

وہ ایک جانب کھڑی اُن دونوں کو دیکھتی رہی اور پھر فون نکال لیا۔ دن میں نا جانے کتنی بار اُسے ایک اجنبی نمبر سے فون آیا تھا پر اُس نے نہیں اٹھایا تھا اور جیسے ہی اُس نے فون نکالا ارسل کا نمبر جگمگ کرنے لگا۔

دل پر کسی نے برچھی پھیر دی۔ کیا اُسکے لیے یہ سب کرنا اتنا آسان تھا؟؟ نہیں بالکل نہیں۔۔۔

سائن کرتے وقت دل کے ساتھ ساتھ ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔

وہ اسے اپنے دل سے بے دخل کر رہی تھی۔

وہ اسے کبھی نہ پانے کے لیے کھو رہی تھی۔

وہ اسے کبھی نہ دیکھنے کی قسم اٹھا رہی تھی۔

وہ اسے اپنی محبت سے آزاد کر رہی تھی۔

وہ اسے سوچنے تک کہ سارے اختیارات گنوا رہی تھی۔

یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔ دل کتنی بار رویا تھا۔ کتنی بار تڑپا تھا پر یہ سب تو کرنا ہی تھا۔۔۔ کیونکہ وہ یہ ٹھان چکی تھی۔ اور اب پھر سے وہ شخص اسے فون کر رہا تھا۔

شاید یہ آخری بار تھا جب فجر معراج اس شخص کی کی آواز سننے والی تھی جسے وہ اپنا مانتی تھی۔

اس شخص نے فجر معراج کو گنوا دیا تھا یہ خبر بھی تو دینی تھی نا۔

فون کی اسکرین پر انگوٹھا پھیرتے اس نے فون کان سے لگایا۔ جنید اور ولیم کچھ فاصلے پر کھڑے جانے کیا ڈسکس کر رہے تھے۔ وہ ولیم کو اُسکی جیکٹ لوٹا چکی تھی جسے ولیم نے اپنے بیگ میں ڈال لیا تھا۔

ہیلو فجر۔۔۔" ارسل کی بے چین سی آواز ابھری۔ اسکا گلا بھاری تھا۔ شاید وہ بھی رویا ہو گا۔ فجر کا دل مٹھی" میں آیا۔

جانے کتنے پل خاموشی چھائی رہی۔ فجر نے آس پاس کے نظاروں کو دھندلا ہوتے محسوس کیا۔ بیگ کندھے پر لٹکائے اور چادر کو اچھے سے خود پر لپیٹے اسے اپنے آپ وہاں کھڑا بہت اجنبی سا لگا۔ ایسی تو کبھی خواہش

نہیں کی تھی اس نے۔ وہ تو بہت دھوم دھام سے اپنی محبت کے سنگ جانا چاہتی تھی۔ ڈنکے کی چوٹ پر۔ پر جب محبت ہی دغا دے جائے تو پھر کیسی شکایت؟؟؟

اس نے آنسوں کو اندر پیتے سر اٹھا کر آسماں کو دیکھا۔

"کچھ تو بولو فجر تمہاری خاموشی مجھے مار رہی ہے۔۔" وہ شکست خوردہ بولا۔

"تو سنیے ارسل برہان صاحب سنیے۔۔۔" لہجہ سرد رکھا گیا۔ آنکھیں جل رہی تھیں پر اب اُسکے سامنے کیا رونا، جو کچھ بھی نہیں تھا۔

"میں فجر معراج ایک مڈل کلاس لڑکی جسکے ڈھیر سارے مسائل تھے۔ مجھے اپنے مسائل کا سدباب کرنا تھا مجھے اُنکا حل نکالنا تھا پر میں نے فرار ڈھوند لیا۔ میں نے محبت کر لی۔" آنکھوں سے آنسوں بھل بھل بہنے لگے تھے۔ جسم میں کپکپاہٹ تھی۔ ہونٹ خشک پڑ چکے تھے۔ وہ خود پر ہی استہزائیہ ہنس دی تھی۔

"پتا ہے میری زندگی عذاب تھی پھر تم آئے۔۔۔"

وہ آپ سے تم پر آئی۔ ارسل ساکت ہوا۔

"تم ہوا کا ٹھنڈہ جھونکا تھے پر مجھے نہیں پتا یہ ہوا مجھے جھلسا کر رکھ دے گی۔۔۔" وہ ہولے ہولے بول رہی تھی۔ سسکیوں کا گلا گھونٹتے۔

"فجر۔۔۔" وہ بے یقینی سے بولا۔

"ارسل تم میرا سکون تھے لیکن مجھے نہیں پتا تھا تم مجھے زندگی بھر کی تڑپ دے جاؤ گے۔۔۔"

"ارسل تم میرا جنون تھے پر مجھے نہیں پتا تھا تم مجھے سسکتا چھوڑ جاؤ گے۔۔۔"

"ارسل تم میرا غرور تھے پر مجھے نہیں پتا تھا تم مجھے ہمیشہ کے لیے توڑ دو گے۔"

"ارسل تم میرا مان تھے پر مجھے نہیں پتا تھا تم مجھے آسمان سے زمین پر پٹخ دو گے۔۔"

"میں نے کسی کو دیکھا تو صرف تمہیں، کسی کو سوچا تو صرف تمہیں، کسی کی خواہش کی تو صرف تمہاری، کسی کا دل توڑا تو صرف تمہارے لیے، میں نے فجر معراج کو تمہارے نام لکھ دیا تھا ارسل۔۔۔۔۔ارسل تھا تو فجر تھی۔۔"

دل کٹتا گیا۔تکلیف حد سے سواء ہوئی۔خون رسنے لگا پر وہ کھڑی رہی۔آس پاس لگے اسٹریٹ پولز کی روشنی میں اسکے آنسوں واضح دیکھے جاسکتے تھے۔

"میں تمہارے لیے پوری دنیا سے لڑ رہی تھی اور تم میرے لیے اپنے خاندان سے نہیں لڑ پائے؟؟"

وہ اپنا پاؤں چھڑاتا جارہا تھا۔فجر نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔

"تمہیں میرا خیال آیا بھی تو ایک آپشن کے طور پر؟ایک دوسری عورت کے طور پر جسے چھپا کر رکھا جاتا۔۔؟؟

کیا تم بھول گئے تھے کہ فجر اُجالا لاتی ہے اُسے چھپا کر نہیں رکھا جاسکتا۔۔؟؟" وہ خود کو زخمی کر رہی تھی اور زخم ناسور بننے والا تھا۔

"فجر ایم سوری۔۔۔"

"جہاں تم پاؤں دھرتے وہاں میں اپنا دل رکھنے کو تیار تھی۔میں نے صرف محبت نہیں کی تھی میں نے اپنے اندر تمہارا بت سجا لیا تھا۔میں نے تمہیں بہت بڑا مقام دیا تھا ارسل تمہیں راس نہیں آیا پھر اس بت کا ٹوٹنا تو لازم تھا نا۔۔" لہجے میں پھر استہزاہ تھا۔

گارڈز اسے پکڑ کر باہر نکال رہے تھے۔ وہ اسے دھکے دے رہے تھے۔ وہ کھڑا دیکھ رہا تھا۔ محبت اپنے مقام سے گری اور کرچی کرچی ہو گئی۔

"اماں کہتی رہی کہ مرد اُس عورت کا نہیں ہوتا جو اُسکی ہو جائے جو اُسے مفت میں مل جائے۔۔۔"

"فجر ایسے مت بولو۔۔" وہ تڑپ گیا۔

"میں نے اماں کا یقین نہیں کیا ارسل۔ میں نے کتنا غلط کیا۔۔"

"میں تم سے ابھی شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔ پلیز مجھے ایک موقع اور دے دو۔۔۔" اسپیکر سے آواز اُبھری اور فجر کی نظر اٹھی۔

سامنے ہی ولیم جنید کے ساتھ کھڑا تھا۔ جنید اب اسے اپنی گاڑی کی چابی پکڑا رہا تھا۔ ولیم نے فجر کو دیکھتے کلائی کی جانب اشارہ کیا اور پھر ہوا میں داہنے ہاتھ سے اڑتا ہوا جہاز بنایا۔ اسکی فلائٹ تھی۔ اسے جانا تھا پر کیا ایسے ہی؟؟ وہ ہاتھ میں چھاتہ لیے کھڑا تھا۔

"فجر نہیں میں مسز فجر ہوں اب۔۔۔۔" اس نے گویا دھماکہ کیا۔ پھر آسمان کی جانب دیکھا۔ تیز ہوا کے ساتھ بارش کی پھوار پڑتی محسوس ہوئی۔ یوں جیسے قدرت نے گواہی دی ہو کہ وہ اب مسز فجر تھی۔

"مبارک ہو ارسل برہان گردیزی تم نے مجھے کھو دیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ میں اب شادی شدہ ہوں میرا خیال اپنے دل و دماغ سے نکال دو اپنے باپ کی پسند سے شادی کر کے انہیں خوش کرو۔ محبت تمہارے نصیب میں نہیں تھی۔"

آنسوں ہتھیلی سے رگڑ ڈالے۔ جو دل میں تھا سب کہہ دیا تھا۔ فون ٹک سے بند کر دیا اور پھر ارسل کا نمبر ڈیلیٹ کر کے اسے بلاک کر دیا۔ ایک ایک عمل اسے اتنی ہی تکلیف پہنچا رہا تھا پر اسے کرنا تھا۔ وہ فون کو ہاتھ

میں تھامے گم سم سی کھڑی رہی۔ دل خالی ہو گیا۔ سب ختم ہو گیا۔ پر ایک نئے آغاز سے وہ ناواقف تھی۔
ولیم چلتا ہوا اُسکے قریب آیا اور چھاتہ کھول کر اُسکے اوپر کر دیا۔ وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ فجر نے چونک کر سر اٹھایا۔ سرخ متورم آنکھیں اور بھیگی پلکیں۔ پھڑ پھڑاتے لب۔ چھاتہ پکڑے کیپ اوڑھے، کتھئی آنکھوں سے اسے دیکھتا ولیم اور برقی روشنیوں میں چمکتے بارش کے قطرے۔۔۔۔!!
کلک کی آواز ابھری۔ بارش کے قطرے ہوا میں ہی ٹھہر گئے اور وہ دونوں جُنید کے ہاتھ میں پکڑے کیمرے میں قید ہو کر رہ گئے۔
"یہ تمہارے لیے۔۔" اُس نے ایک سیاہ ٹیپ ریکارڈ فجر کی جانب بڑھائی۔ فجر نے بھنویں سکیڑ کر دیکھا۔ آنکھوں سے ہی پوچھا گیا۔ "کس لیے؟"
"میں نے سنا ہے شادی کے بعد ہسبنڈ اپنی وائف کو گفٹ دیتا ہے۔ مجھے ایسا کچھ قیمتی نظر نہیں آیا جو تمہیں دے سکوں۔ ہاں پر یہ میرے لیے بہت خاص ہے میرے دل کے قریب۔ شاید تمہارے کام آجائے۔۔"
وہ ابھی بھی ٹیپ اُسکی جانب کیے کھڑا تھا۔ فجر کچھ تذبذ کا شکار ہوئی پھر اُس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ تھام لی۔ ولیم مسکرا دیا۔
"تو اب؟؟ تمہیں گھر نہیں جانا۔۔؟؟" وہ لمبا تھا تھوڑا سر جھکائے کھڑا تھا۔
"میں چلی جاؤں گی۔۔" یوں جیسے اُسے جانتی ہی نہ ہو۔
"میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔" وہ چمکتی آنکھوں سے آفر دے رہا تھا اور نظریں اُسکی بھیگی لرزتی پلکوں پر جمی تھیں جو رخساروں پر سایہ فگن تھیں۔
"اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔" روکھا سا جواب۔

For More Heart Touching Novels Kindly Visit Our Website: http://adabinovelofficial.com
Contact Us On adabinovelofficial@gmail.com
For More Details Visit Our Face Book Page & Group http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

لیکن مجھے لگتا ہے اسکی ضرورت ہے۔۔" ڈھٹائی سے بار بار کہتا ولیم۔ فجر کے نقوش تن گئے۔ وہ اب سر پر "سوار ہو رہا تھا۔

"I am your husband, You should consider my wishes..."

(میں تمہارا شوہر ہوں تمہیں میری خواہشات کا خیال کرنا چاہیے۔۔!!)

اُس نے نہیں کہا تھا کہ تمہیں "میرا حکم" ماننا چاہیے وہ تو بس اپنی خواہش رکھ رہا تھا۔

اور اب یہ زیادہ ہو رہا تھا۔ فجر نے گھور کر دیکھا جیسے ابھی کچا چبا جائے گی اور اسکے یوں دیکھنے پر ولیم سٹپٹا گیا۔

"I just google it..."

میں نے انٹرنیٹ پر دیکھا ہے۔" گڑبڑا کر کہتے فون والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور صفائی۔ یعنی گوگل پر لکھا تھا کہ "بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنی چاہیے۔ خاموشی چھا گئی۔

اس لڑکی سے بات کرنا اتنا مشکل کیوں لگ رہا تھا۔

میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔ بھابھی کو چھوڑ کر جلدی آنا۔۔" جنید اسے آگاہ کرتا اُسکا کیمرہ لے کر چلا "گیا۔ شاید وہ لوگ طے کر چکے تھے کہ فجر کو گھر چھوڑ کر انہیں دوبادہ کہاں ملنا تھا تا کہ ایئرپورٹ جایا جا سکے۔

لفظ بھابھی پر فجر کی آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے پھیلیں۔ جبکہ ولیم نے امڈ آنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپایا۔ مبادہ کہیں قریب کھڑی فجر دیکھ ہی نہ لے اور اُسے یہیں پاکستان میں دفن ہونا پڑے۔

چلیں۔۔؟؟" پھر سے پوچھا۔"

میں چلی جاؤں گی اب تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔" وہ کوفت زدہ لہجے میں بولی۔ آج کا دن کتنا لمبا ہو گیا تھا ختم ہی "نہیں ہوا تھا اور اب رات کا اندھیرا دل ہولا رہا تھا۔

"میں نے تمہارے لیے اتنا سب کیا۔ کیا تم میری ایک بات نہیں مان سکتی؟؟" احسان جتا کر فوراً شکوہ کر دیا گیا۔ فجر نے ہونٹ بھینچے۔

"دیکھو بارش پھر سے شروع ہونے والی ہے مجھے لگتا ہے ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔" وہ اسے کہتا گاڑی کی جانب بڑھا اور فجر کو بھی ناچار قدم بڑھانے پڑے۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک بڑی کھلی شاہراہ پر آگے بڑھ رہی تھی۔ بارش بہت ہلکی تھی۔ لیکن گاڑی کی ونڈ اسکرین پر چلتا وائپر تیزی سے پانی صاف کر رہا تھا۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ دماغ نے کچھ کام کرنا شروع کیا تو آنے والے وقت کا سوچنے لگی۔ پہلو میں ہاتھ رکھے وہ کسی خاموش مورت کی طرح بیٹھی تھی۔

"تم مجھ سے کچھ کہو گی نہیں؟؟" اسکی خاموشی بری لگ رہی تھی۔ وہ بول پڑا۔

"تھینکس۔۔۔" یک لفظی جواب۔ وہ مسکرا دیا۔ آج جانے کتنی بار مسکرا لیا تھا۔ پاگل نہ ہو تو۔

"اور کچھ۔۔۔؟؟" کیا سننا چاہ رہا تھا وہ؟؟

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ رخ موڑے باہر دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا نام خوبصورت ہے۔ میں نے گوگل کیا تھا۔ اسکا مطلب دیکھا اور مجھے پسند آ گیا۔۔۔" وہ ایکسٹرورٹ تو نہیں تھا پھر بھی بولے جا رہا تھا۔

"ویسے تمہارا نام فجر نہ ہوتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟؟" دلجمعی سے ڈرائیونگ کرتے وہ بولتا گیا اور ایک نظر موبائل میں کھلے گوگل میپ پر ڈال لیتا۔ فجر نے رخ موڑ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"Breath-taking.."

ذرا سا رخ موڑ کر فجر کو دیکھا جس کا چہرہ پل کے ہزارویں حصے میں کان کی لوؤں تک سرخ پڑا۔ کیا یوں کوئی منہ پھاڑ کر تعریف کرتا ہے؟؟ اور اگلے ہی پل اسکے چہرے پر ناگواری ابھری۔ وہ پھر سے رخ موڑ گئی۔

"واپس جا رہا ہوں۔ Edinburgh ویسے میری دس بجے کی فلائٹ ہے میں"

"کبھی پلٹ کر مت آنا۔۔" سفاک لہجہ۔ گہری خاموشی چھا گئی۔ وہ کس حق سے اُس سے یوں باتیں کر رہا تھا۔ اور لہراتے بالوں والا ہیولا اب پچھلی سیٹ پر آ کر بیٹھ چکا تھا۔ بیک مرر سے نظر آتا اسکا وجود واضح تھا۔ وہ اس پر ہنسی تھی۔ قہقہہ لگایا تھا۔

"ہاں میں کبھی نہیں آؤں گا۔ جو کام تھا وہ پورا ہو گیا۔۔" وہ بھی اسی لہجے میں بولا۔ کتھئی آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر گاڑی جھٹکے سے رک گئی۔ فجر نے حیرت سے چاروں جانب دیکھا۔ دائیں جانب ایک بیکری اور کافی شاپ تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے تم کچھ کھاؤ گی؟" سنجیدہ لہجہ تھا۔ وہ اب خود پر ضبط کر رہا تھا۔ خود کو لعنت ملامت کر رہا تھا۔

"نہیں۔۔" یک لفظی جواب آیا۔

"میں دوبارہ نہیں پوچھوں گا۔ کچھ چاہیے تو بتا دو۔ ویسے بھی ولیم جوزف ہر کسی پر مہربان نہیں ہوتا۔۔" لیکن اس پر ایک ہی دن میں کافی پیسے لگا دیے تھے کافی مہربانیاں کر دی تھیں۔ فجر نے گہرا سانس لیا اور پھر ہولے سے بولی۔

"کولڈ کافی۔۔۔"

"ہنہہ اتنی ٹھنڈ میں کولڈ کافی۔ آگ نکالے گی منہ سے پھر کولڈ کافی ضرورت تو پڑے گی نا۔۔" وہ زیر لب بڑبڑاتا باہر نکل گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا۔ دونوں ہاتھوں میں کافی کے مگ تھامے۔ اسکی جانب آکر اشارہ کیا۔ فجر نے شیشہ نیچے کیا تو پہلے اسے پکڑایا اور پھر اپنی جانب آکر دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے لیے بھی کولڈ کافی ہی لایا تھا۔ سینے میں جلتی آگ دونوں کو بجھانی تھی۔

"کتنے کی ہے؟؟" وہ اس سے کافی کی قیمت پوچھ رہی تھی۔ ولیم کی بھنویں سکڑ گئیں اس نے حیرت سے فجر کو دیکھا اور پھر اُبھرنے والا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم جانتی ہو میرے آج دن میں کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں؟؟ کیا تم سب ادا کر دو گی؟؟" وہ سلگانے والے انداز میں بولا۔

"ہاں دے دوں گی ویسے بھی فجر معراج کسی کا احسان نہیں رکھتی۔۔" تڑخ کر جواب دیا گیا۔ وہ اب کافی کے مگ میں پائپ ہلاتی اسے پگھلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ زیادہ ہی آئس کریم ڈال دی گئی تھی۔ ولیم نے اپنے دوسرے قہقہے کو دبایا۔

"کب۔۔؟؟" پر شوق نگاہوں سے پوچھا گیا۔

"جب ہوں گے۔۔" انداز بے نیاز تھا۔ وہ محظوظ ہوا۔

"ابھی تو میں جا رہا ہوں۔ پیسے لینے تو مجھے واپس آنا پڑے گا۔۔" اس سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ بات بڑھا رہا تھا۔

"یہ شادی ہمیشہ تھوڑی رکھنی تھی انہیں۔ پر ابھی طے نہیں ہوا تھا کب تک رکھنی تھی پھر طلاق کا ذکر کیوں؟؟ اس نے آجانا اور طلاق بھی دے جانا۔۔" پائپ ہلاتا ولیم کا ہاتھ ساکت ہوا۔ کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھی۔ یہ شادی ہمیشہ تھوڑی رکھنی تھی انہیں۔ پر ابھی طے نہیں ہوا تھا کب تک رکھنی تھی پھر طلاق کا ذکر کیوں؟؟ اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

کافی کا مگ اپنے اور اسکے درمیان اچھے سے ٹکا کر رکھ دیا اور پھر گاڑی چلا دی۔ وہ رخ موڑے خاموشی سے کافی پی رہی تھی۔

"اب تم کیا کرو گی؟؟" وہ کیا جاننا چاہ رہا تھا۔

"زندگی آگے بڑھاؤں گی۔۔"

"کبھی میری ضرورت پڑی تو؟؟"

"نہیں پڑے گی۔۔۔"

"مجھے بلا لینا میں شاید آجاؤں۔ ویسے بھی پیسے لینے آنا ہی ہے۔۔"

"ہنہہ۔۔۔ گندی نیت والا فارنر۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا۔ فجر نے نہیں پوچھا وہ کیا کرتا تھا؟؟ وہ پاکستان کیوں آیا تھا؟؟ وہ پورا انگریز کیوں نہیں لگتا تھا؟؟ سب سے بڑھ کر ایک بار کہنے پر اس سے شادی کیوں کر لی تھی؟؟ کلمہ کیوں پڑھ لیا تھا؟ اسے شاید دلچسپی ہی نہیں تھی۔

"بس گاڑی یہیں روک دو۔۔۔" مرکزی سڑک سے اتر کر گاڑی اب گلی کے نکڑ پر کھڑی تھی۔ ارسل اسے یہیں اتارا کرتا تھا۔ بیوٹی ان وائٹ جا رہی تھی۔ وہ پھر کبھی نہیں ملنے والے تھے۔

"یہ میرا کارڈ۔۔" ولیم نے اپنا وزٹنگ کارڈ اسکی جانب بڑھایا۔ سفید رنگ کا وہ چھوٹا سا کارڈ جس پر اسکی مکمل تفصیلات تھیں اور ساتھ میں رابطہ نمبر۔

کس لیے ؟؟" وہ اُلجھی۔"

شاید کبھی ضرورت پڑ جائے۔شاید تم کبھی اپنے ھسبنڈ کی یاد آئے۔۔" سنجیدہ بات کرتے آخر میں لہجہ" شرارتی ہو گیا۔

فجر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔

شوہر کے نام پر اُسے صرف ارسل کا خیال ابھرتا تھا۔جواب تکلیف دہ تھا وہ شخص کس دھڑلے سے اسکی تکلیف بڑھا رہا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے مسٹر ولیم ؟؟ پاکستانی کڑوڑوں مردوں کو چھوڑ کر تم سے شادی کیوں کی میں نے ؟؟" وہ" سرد لہجے میں بولی۔ آواز اونچی تھی۔ چہرہ سرخ اور آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھے گیا۔ویسے تو اسے فرق نہیں پڑتا تھا پر اب جاننا چاہتا تھا اس نے ولیم کو ہی کیوں چُنا؟

کیونکہ تم سات سمندر پار واپس چلے جاؤ گے اور دوبارہ کبھی مجھے تمہاری شکل نہ دیکھنی پڑے۔۔۔۔" کتنی" لگنے لگی تھی۔ black witch سفاکیت سے بولی تھی۔بیوٹی ان وائٹ اب

یہ کورٹ میرج صرف یہ سمجھوتہ تھا۔میں نے شرائط نہیں رکھیں اس کا مطلب یہ نہیں میں تمہیں شوہر" قبول کر چکی ہوں۔یہ کھیل آج کا تھا اور صرف اس پیپر (نکاح نامہ) کے لیے تھا جو ایک تمہارے پاس ہے "اور ایک میرے۔۔۔

بیوٹی ان وائٹ یہ سب بولتی بری لگ رہی تھی اور ولیم جبڑے بھینچے اسے سنتا گیا۔اُس نے بھی صرف اِس پیپر کے لیے یہ سب کیا تھا۔وہ ایک پیپر جو دونوں اپنے اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے والے تھے۔

اُسے بھی تو کسی کی چھوڑی ہوئی لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ دونوں مفاد پرست تھے پر توقعات کیوں بڑھ رہی تھیں؟ اُسے تو یہ تک بھول گیا تھا کہ اُس نے آج کلمہ پڑھا تھا۔ وہ ولیم جوزف سے ولیم ولی احمد بنا تھا۔

یہ سفر یہیں تک تھا۔۔۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل جانا چاہتی تھی پر دروازہ لاکڈ تھا۔ ولیم کی دی" وہ ٹیپ اسکے بیگ میں تھی جس میں اسے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ اس ٹیپ کو جانے کہاں پھینکنے والی تھی۔

میں جانتا ہوں یہ سب یہیں تک تھا اور مجھے بھی اس کاغذی شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے پر ہاں میرا کارڈ" "رکھ لو جب پیسے ہوں مجھے فون کر لینا میں اکاؤنٹ نمبر دوں گا لوٹا دینا۔۔

ہک ہاہ۔۔۔ گہری خفت نے آگھیرا۔ وہ کیا سمجھ رہی تھی اور کیا نکلا تھا۔ جھٹکے سے مڑی اور کارڈ جھپٹ لیا پر گود میں رکھا بیگ اسی لمحے نیچے گر گیا۔ چیزیں بکھر گئیں۔

فٹافٹ جھک کر ایک ہاتھ سے چیزیں اٹھائیں اور پھر سر سیدھی ہو کر گہرا سانس لیا۔ سیٹ سے گردن ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

ولیم یونہی بیٹھا رہا۔ کافی یونہی رکھی رہی۔

ایم سوری۔۔۔" ہولے سے بڑبڑائی۔ آنکھیں بند تھیں۔"

وہ یونہی ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

دیکھو میں نے شادی صرف اپنے مفاد کے لیے کی ہے۔ اپنی ضد میں۔ تم چاہو تو ابھی طلاق دے سکتے ہو۔ "مجھے اس شادی میں دلچسپی نہیں۔ مجھے فرار کا ایک راستہ چاہیے تھا تا کہ مجھے کسی اور کو نہ چننا پڑے۔۔" لہجہ بھرا گیا۔

میں کبھی واپس نہیں آؤں گا۔ تمہیں کل کسی سے محبت ہو گئی تمہیں دوسری شادی کرنی ہوئی پھر کیا کرو" گی؟؟" اسکی بات میں دم تھا۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ فجر ایک ہی غلطی بار بار نہیں دہراتی۔ میں ہمیشہ ایسے ہی رہ لوں گی۔۔" مضبوط لہجے" میں جواب دیا گیا۔ ولیم گلاس ونڈ کے اس پار جانے کیا کھوج رہا تھا۔ پیچھے بیٹھا ہیولا جو خاموش تھا اب پھر سے ہنسی کی آواز ابھری۔ آج وہ خاموش تھی۔ ان دونوں کی سن رہی تھی۔

میرے پاس تمہارا کارڈ ہے جب مجھے خلع چاہیے ہو گا میں کنٹیکٹ کر لوں گی۔۔" اور ولیم نے بٹن دبا کر" گاڑی کا لاک کھول دیا۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا دیکھنا بھی نہیں تھا۔

ہاں اب اسے یقین ہو گیا تھا فجر معراج نے یہ شادی اپنے مطلب کے لیے کی تھی۔ دل کو سکون سا ملا۔ یعنی وہ دونوں ایک ہی لکیر پر کھڑے تھے۔ ایک کونے پر وہ اور دوسرے پر فجر۔۔۔ درمیان میں سات سمندر کا فاصلہ تھا۔ دونوں کو فرق نہیں پڑتا تھا دوسرا کہاں جانے والا تھا کیا کرنے والا تھا۔

ٹھیک ہے آئندہ آنے والی زندگی کے لیے گڈ لک۔۔۔" وہ سنجیدہ سا مسکرایا تو فجر کافی کا مگ واپس رکھتے" گاڑی کا دروازہ کھول کر نکل گئی۔ کافی بچی ہوئی تھی۔ وہ دروازہ بند کر کے جا رہی تھی۔ خدا حافظ بھی نہیں کہا۔ پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔ فجر معراج کی زندگی میں ولیم نامی یہ باب آج ہی کھلا اور آج ہی بند ہو گیا تھا۔

ولیم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تیزی سے گاڑی ریورس کی۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی بھگا لے گیا۔

بارش برسنے سے کیچڑ ہو چکی گلی میں وہ بنا کسی احتیاط کے چلتی جارہی تھی۔اس بات سے بے خبر کہ ایک طوفان اُسکا منتظر تھا۔

✿...✿...✿...✿

جاری ہے۔

مزید دل کو چھو جانے والی اور سبق آمیز داستانوں، بہترین ناولز اور کہانیوں کے لیے ہماری ویب سائیٹ وزٹ کریں۔

ادبی ناول آفیشل سوشل میڈیا کا وہ واحد پلیٹ فارم جو آپ میں چھپے لکھنے کا ٹیلنٹ پالش کر کے آپ کو لکھنے سے لے کر بڑا نام بنانا سکھائے گا نا صرف آپ کا شوق پورا کرے گا بلکہ اس سے آپ گھر بیٹھے کما بھی سکیں گے۔

اگر آپ بھی ادبی ناول آفیشل کے قابل رائٹرز کے ساتھ کام کر کے اپنے آرٹیکل، کہانیاں، ناول، یا کسی بھی قسم کا معیاری کام پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہماری ٹیم سے رابطہ کریں۔

ای میل: adabinovekofficial@gmail.com

ویب سائیٹ

http://adabinovelofficial.com/

آفیشل گروپ

http://www.facebook.com/Adabinovelofficial

واٹس ایپ نمبر

03254460956

منجانب:

ادبی ناول آفیشل ٹیم